

پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ
کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2011-2012ء



بینک دولت پاکستان

سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز

گورنر و چیئرمین	جناب یاسین انور
رکن	جناب عبدالواجد رانا
رکن	جناب ظفر اے خان
رکن	مرزا قمر بیگ
رکن	جناب وقار اے ملک
کارپوریٹ سیکرٹری	محترمہ سحر باہر

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
22 جون 2012ء

محترم چیئرمین،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2011-12ء پیش خدمت ہے۔
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

Yasmin Anwar

(یاسمین انور)
گورنر

سید نیر حسین بخاری
چیئرمین
سینیٹ
اسلام آباد

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
22 جون 2012ء

محترمہ اسپیکر صاحبہ،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2011-12ء پیش خدمت ہے۔
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص

Yasmin Anwar

(یاسمین انور)
گورنر

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

فہرست

1	عمومی جائزہ	1-
7	حقیقی پیداوار کا شعبہ	2-
7	2.1 حقیقی جی ڈی پی	
8	2.2 زراعت	
10	2.3 صنعتی شعبہ	
13	2.4 خدمات کا شعبہ	
22	خصوصی سیکشن	
25	گرانی وزری پالیسی	3-
25	3.1 عمومی جائزہ	
26	3.2 زری مجموعے	
34	3.3 گرانی	
37	مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	4-
37	4.1 مالیاتی اقدامات	
39	4.2 اخراجات	
39	4.3 محاصل	
41	4.4 صوبائی مالیاتی کھاتے	
41	4.5 سرکاری قرضہ	

45	5- بیرونی شعبہ
45	5.1 عمومی جائزہ
46	5.2 جاری کھاتہ
46	5.3 مالی و سرمایہ کھاتہ
48	5.4 زر مبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ
49	5.5 تجارتی کھاتہ
55	فہرست اصطلاحات

1 عمومی جائزہ

اس رپورٹ کا تجزیہ جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کی مدت تک محدود ہے۔

اگرچہ جی ڈی پی کی نمو کے اعتبار سے پاکستانی معیشت میں کچھ بحالی کے آثار دکھائی دیے ہیں تاہم کلیدی اظہارِیے ابھی تک کمزور ہیں۔ علی الخصوص، گرانی کا دباؤ تو پچھلے برس کی نسبت کسی قدر کم ہو گیا ہے تاہم گرانی کی توقعات مضبوط ہو گئی ہیں، بیرونی کھاتے کا بگاڑ توقع سے کم منفی رہا ہے لیکن جاری حسابات کے خسارے کو پورا کرنا بدستور مشکل ہے، اور آخری قلت یہ کہ ٹیکس کی وصولی میں بھرپور نمو کے باوجود مالیاتی کھاتے پر دباؤ ہے۔ مزید برآں، توانائی کی قلت اور کم سرمایہ کاری مسلسل معیشت کی نمو کی استعداد کو متاثر کر رہی ہے۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے				
میں 12ء	میں 11ء	میں 10ء		
شرح نمو (فیصد)				
1.1	-0.6	0.4	جولائی تا مارچ	بڑے پیمانے پر اشیا سازی
-3.0	26.0	5.2	جولائی تا مارچ	برآمدات (ایف او بی۔ پی نی ایس)
14.7	15.6	-3.9	جولائی تا مارچ	درآمدات (سی آئی ایف۔ پی نی ایس)
25.5	12.2	11.6	جولائی تا مارچ	ٹیکس حاصل
10.8	14.0	9.4	جولائی تا مارچ	صارف اشاریہ قیمت (مدت کا اوسط) ¹
6.4	7.1	4.7	جولائی تا مارچ	نئی شعبے کا قرضہ
8.1	9.4	6.0	جولائی تا مارچ	رشد زر (زر 2)
ارب ڈالر				
16.5	17.7	15.0	31 مارچ	مجموعی سیال ذخائر ²
9.7	8.0	6.6	جولائی تا مارچ	آنے والی ترسیلات
0.4	1.3	1.2	جولائی تا مارچ	خالص بیرونی سرمایہ کاری
فیصد جی ڈی پی ³				
4.3	4.3	4.2	جولائی تا مارچ	مالیاتی خسارہ
5.0	3.8	4.6	جولائی تا مارچ	تجارتی خسارہ
1.3	0.0	1.8	جولائی تا مارچ	جاری حسابات کا خسارہ
1 تین سال میں 08ء				
2 اسٹیٹ بینک اور کرنل بینکوں میں				
3 نسب نمائیں پورے سال کے جی ڈی پی پر مبنی				
ماخذ: بینک دولت پاکستان				

حال ہی میں جاری کردہ سرکاری قومی آمدنی حسابات کے مطابق مالی سال 12ء کے دوران معاشی نمو 3.7 فیصد ہے، جو گزشتہ سال کی 3.0 فیصد نمو سے زیادہ لیکن 4.2 فیصد کے ہدف سے کم ہے۔¹ بہر حال یہ کارکردگی اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ اگست 2011ء میں سیلاب، توانائی کی مسلسل قلت، تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور سلامتی کے خدشات کی وجہ سے کپاس کی فصل کو خاصا نقصان ہوا تھا۔

یہ نمو زیادہ وسیع البتہ دیرینی اور مالی سال 11ء کے مقابلے میں اشیاء پیدا کرنے والے شعبوں نے اس میں اپنا زیادہ حصہ ڈالا۔ مزید یہ کہ نمو میں ماضی کی طرح ملکی صرف (نجی اور سرکاری

¹ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مالی سال 11ء کی جی ڈی پی کا تخمینہ 2.4 سے بڑھا کر 3.0 فیصد کر دیا گیا تھا جس کا مطلب یہ ہوا کہ تیس کا اثر آیا ہے۔

دونوں میں یکدم اضافے کی بنا پر تیزی آئی، جس کا اثر ملکی سرمایہ کاری اور بیرونی طلب میں کمی کی وجہ سے جزو اُزائل ہو گیا۔ مسلسل چوتھے سال سرمایہ کاری میں مسلسل کمی باعث تشویش ہے کیونکہ اس سے معیشت کی طویل مدتی نمو میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

توانائی کی قلت بدستور نمو کو محدود کر رہی ہے اور صرف توانائی بچانے کی کوششوں سے کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کے دوران بجلی کی پیداوار معمولی سی بڑھی اور گیس کی فراہمی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ، نیز گردش قرضے کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوششوں کے باوجود بجلی کے شعبے میں سیالیت کے مسائل تیل کی بلند ترین الاقوامی قیمتوں کی وجہ سے بدتر ہو گئے۔

اگرچہ یہ دشواریاں معیشت کی صورتحال پر اثر انداز ہوتی رہیں گی تاہم جی ڈی پی کے اعداد و شمار میں ملکی اقتصادی سرگرمیوں کی نوعیت اور ہیئت ترکیبی تبدیلی چاہیے۔ پاکستان دفتر شماریات قومی آمدنی کے کھاتوں کی بیس تبدیل کر رہا ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کو سہ ماہی بنیادوں پر جی ڈی پی کے تخمینے جاری کرنے پر غور کرنا چاہیے جو اب ابھرتی ہوئی منڈیوں میں یہ معمول کی کارروائی ہے۔ اس سے حقیقی معیشت کی صحیح اور بروقت تصویر سامنے آئے گی اور زیادہ فعال پالیسی اقدامات کی گنجائش نکل سکے گی۔

اگرچہ کم سرمایہ کاری اور توانائی کی قلت کے نمو کے حوالے سے براہ راست مضمرات ہیں تاہم مسلسل بلند مالیاتی خسارہ معیشت کے لیے بدستور بڑا خطرہ ہے۔ موجودہ اعداد و شمار سے جولائی تا مارچ م س 12ء کے لیے بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 4.3 فیصد ظاہر ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ پورے سال کا بجٹ خسارہ نظر ثانی شدہ ہدف 4.7 فیصد سے تجاوز کر جائے گا۔ مجموعی حاصل توقع سے کم ہیں۔²

مزید برآں اگرچہ جاریہ اخراجات کی نمو پچھلے سال کی نسبت کم ہے تاہم حکومت نے اپنے ترقیاتی اخراجات بڑھائے ہیں۔³ اگرچہ ان اخراجات سے ملک کی طویل مدتی نمو کے امکانات بہتر ہوئے ہیں تاہم مالیاتی دباؤ بھی پیدا ہوا ہے۔ ساتھ ہی سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس این) کی اصلاح کی کوششوں کے باوجود اہم پی ایس این (مثلاً پاکستان ریلویز اور پاکستان اسٹیل) کی کارکردگی بہتر نہیں ہوئی۔ اس سے ملک کے مالیاتی بوجھ میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے حکومت نے ملکی وسائل پر زیادہ انحصار کیا کیونکہ بیرون ملک سے رقوم کی آمد بند ہو گئی۔ جولائی تا مارچ م س 12ء میں حکومت نے 847.5 ارب روپے ملکی ذرائع سے قرض لیے جبکہ م س 11ء کی اسی مدت میں 700.1 ارب روپے لیے تھے۔⁴ حال میں مرکزی بینک سے لیے گئے قرض کی رقم بڑھتی گئی ہے۔

² ایف بی آر کی جانب سے گیس کی وصولی ہدف سے کم رہی، تھری جی لائسنسوں کی نیلامی تاخیر کا شکار ہو گئی، اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم نہ آسکیں اور صوبوں کا فاضل توقع سے کم رہا۔

³ جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران مجموعی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 421 ارب روپے ترقیاتی اخراجات کے لیے استعمال کیے گئے۔ اگرچہ یہ سالانہ بجٹ کا صرف 57.1 فیصد ہے تاہم س 11ء کی اسی مدت میں پورے سال کے ہدف کا صرف 38.5 فیصد استعمال کیا گیا تھا۔ عملاً حکومت نے ترقیاتی اخراجات میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

⁴ اس میں توانائی اور اشیا کے شعبوں میں قابل ادائیگی رقوم جزو اُچکانے کے لیے 391 ارب روپے کا قرض شامل ہے۔

اس طرح کا قرض گرانی پیدا کرتا ہے اور معاشی استحکام کے لیے خطرہ ہے۔ فی الوقت دو قوانین -- مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ (2005ء) اور نو ترمیم شدہ ایس بی پی ایکٹ (2012ء) -- بالترتیب قرضے کے مجموعی اسٹاک اور مرکزی بینک سے قرض گیری کے بارے میں ہدایات فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس کے مطابق ان حدود کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر حکومت کے لیے مرکزی بینک سے قرض گیری کی خالص سہ ماہی حد مقرر کی گئی تھی تاہم اس نے مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 70.8 ارب روپے قرض لیے۔ دوسری سہ ماہی کے دوران بھی حکومت نے 227.9 ارب روپے قرض لیے۔

بھاری مالیاتی خسارہ پاکستان کے قرضے میں بڑے اضافے پر منبج ہوا ہے۔ جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران حکومتی ملکی قرضہ 12 کھرب روپے بڑھ کر 72 کھرب روپے تک پہنچ گیا۔ مزید برآں، قلیل مدتی قرض پر بہت زیادہ انحصار ہے۔ اس سے مرکزی بینک کے لیے انتظام سیالیت اور حکومت کے لیے اجرائے ثانی (رول اوور) اور شرح سود کے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔

اس دشواری کا اندازہ م س 12ء کی چوتھی سہ ماہی کے ٹی بل کی نیلامیوں کے نظام الاوقات سے ہو سکتا ہے۔ چوتھی سہ ماہی کا ہدف 995 ارب روپے ہے۔ اس میں سے 964.3 ارب روپے صرف میعاد پوری کرنے والے ٹی بلز کے اجرائے ثانی کے لیے ہیں۔ اب چونکہ بینک سہ ماہی ٹی بلز کو ترجیح دے رہے ہیں اس لیے توقع ہے کہ موجودہ قرض کی میعادیں مزید کم ہو جائیں گی جس سے اسٹیٹ بینک کے لیے انتظام سیالیت مشکل تر ہو جائے گا۔

اب تک اسٹیٹ بینک مالی منڈیوں اور ادائیگیوں کے نظام کو مناسب طور پر چلانے کے لیے منڈی کو سیالیت فراہم کرتا رہا ہے۔ اگرچہ اس کا مقصد عارضی سہارا دینا ہوتا ہے تاہم محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ مستقل خصوصیت بن گئی ہے۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ اس طرح سیالیت کے ادخال میں گرانی کے حوالے سے مضمرات ہوتے ہیں۔

اگرچہ پچھلے برس کے مقابلے میں گرانی کا دباؤ کم ہو گیا ہے تاہم گرانی کی توقعات ابھی تک مضبوط ہیں اور عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت دو ہندسوں میں ہے۔⁵ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اشیا کے مختلف گروپوں میں گرانی کا نفوذ بڑھا ہے۔ اس تناظر میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض میں اضافے گرانی کی توقعات کو مزید ہوا دے سکتا ہے۔

حکومت کی فنڈنگ کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے بینکوں کو نجی شعبے کو مالکاری فراہم کرنے کی ترغیب نہیں مل رہی۔ ساتھ ہی نجی شعبے کی طلب اس سال کم ہونے کا امکان ہے کیونکہ جولائی تا مارچ م س 12ء میں نجی کاروباری اداروں کو دیے گئے قرضوں میں صرف 1.8 فیصد اضافہ ہوا، جو گزشتہ دس سال میں پست ترین شرح نمو ہے۔ یہ سست رفتاری جاری سرمائے اور تجارتی مالکاری میں مرکوز ہے۔⁶ تاہم یہ علامات نظر آرہی ہیں کہ مبین سرمایہ کاری قرضوں میں کمی اپنی زیریں ترین سطح تک پہنچ گئی ہے۔

⁵ گرانی صرف ایک ماہ تک 10 فیصد سے نیچے رہنے کے بعد پھر دو ہندسوں میں آگئی ہے۔ گرانی کا پھر بڑھنا متوقع تھا (تیل کی بلند بین الاقوامی قیمتوں کی منتقلی اور گیس کے نرخوں پر نظر ثانی، دوران سہ ماہی مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری میں تیزی اور موسم سرما میں توانائی کی قلت میں اضافے سے مجموعی رسد بڑھ گئی)۔

⁶ اس کا سبب کپاس کی قیمتوں میں کمی، گردش قرضے کا جزوی تصفیہ، چینی کی صنعت کو حکومتی مدد، ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر گرنے کے بعد بیرونی کرنسی کے قرضوں کی واپسی ہے۔

آخر، بیرونی شعبے میں، مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کی صورتحال توقع سے کم منفی رہی۔ اس قدرے بہتری کی وجہ ترسیلات کی آمد میں اضافہ اور پست تجارتی خسارہ ہے۔ بہر کیف جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران جاری حسابات کا خسارہ 3.1 ارب ڈالر ہے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں ایک کروڑ ڈالر تھا۔ اس سے اہم بات یہ ہے کہ اس سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ، تھری جی لائنسز کی نیلامی اور پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی آمدنی کی توقع رقم نہیں آئی۔ پھر بھی آخر مارچ 2012ء تک زرمبادلہ کے ذخائر 16.4 ارب ڈالر کر تک پہنچ گئے جبکہ آخر جون 2011ء میں 18.2 ارب ڈالر تھے۔ اسٹیٹ بینک کے ذخائر پورے مالی سال 12ء میں رو بہ زوال رہے جبکہ جدولی بینکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر اس مدت کے دوران بڑھے۔

ملک میں توانائی کی قلت، تیل کی بین الاقوامی قیمتوں اور عالمی طلب کی سست بحالی کے تناظر میں دیکھا جائے تو مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کا پست تجارتی خسارہ اور بھی خوش آئند ہے۔

جدول 1.2: اہم معاشی اظہار یوں کے متعلق اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں			
م س 12ء	م س 11ء	اہداف	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں
شرح نمو فیصد میں			
جی ڈی پی	2.4	4.2	3.7 ¹
صارف اشاریہ قیمت گرانی	13.7	12.0	10.5-11.5
زرمبادلہ	15.9	-	13.0-14.0
ارب امریکی ڈالر			
کارکنوں کی ترسیلات زر	11.2	12.0	13.0-13.5
برآمدات (ایف او بی۔ ادائیگیوں کا توازن)	25.4	25.8	24.0-25.0
درآمدات (ایف او بی۔ ادائیگیوں کا توازن)	35.8	38.0	40.0-40.5
جی ڈی پی کا فیصد			
مالیاتی خسارہ	6.6	4.7 ²	5.5-6.5 ³
جاری کھاتے کا خسارہ	-0.1	0.6	1.5-2.5

نوٹ: مالیاتی و جاری کھاتے کے خسارے کے اہداف اور جی ڈی پی کے تناسبات مالی سال 12ء کی بجٹ دستاویز میں دی گئی نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں، جبکہ ان کی پیش گوئیاں سال کے لیے وفاقی دفتر شماریات کی عبوری تخمین شدہ نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں۔

¹ یہ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیوں کے بجائے پاکستان دفتر شماریات کے عبوری تخمینے ہیں۔

² یہ م س 12ء کے لیے مالیاتی خسارے کا نظر ثانی شدہ ہدف ہے۔ اصل ہدف جی ڈی پی کا 4.0 فیصد تھا۔

³ بالائی حد کے حوالے سے ایف بی آ کے ٹیکس محاصل میں کمی، تھری جی لائنسز کی صفروصولیاں، اتحادی سپورٹ فنڈ میں کمی، صوبائی حکومت کا بیلنس بجٹ اور تجاوز اخراجات فرض کیے گئے ہیں۔

مستقبل کے امکانات

جیسا کہ پچھلی سطور میں ذکر ہوا، مسلسل گرانی اور مالیاتی و جاری حسابات پر دباؤ معیشت کی سب سے بڑی دشواریاں ہیں۔

گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے حالیہ رجحان کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے اپنی پیش گوئی 0.5 فیصدی درجے گھٹا دی ہے (دیکھئے جدول 1.2)۔ دوسری جانب تیسری سہ ماہی میں بیرونی کھاتے پر توقع سے کم دباؤ کے باوجود اسٹیٹ بینک نے رواں سال کے لیے جاری حسابات کے خسارے کی پیش گوئی برقرار رکھی ہے۔

آخر، گردش قرضے کے تصفیے کی کوششوں، پی ایس ایز میں مسلسل نقصانات، اتحادی سپورٹ فنڈ کی آمد میں رکاوٹوں اور تھری جی لائنسز کی نیلامی کی رقوم رواں مالی سال میں دستیاب نہ ہونے کے پس منظر

میں مالیاتی خسارے کی حدود کے حوالے سے بالائی حد بڑھنے کا خطرہ غالب ہے۔

پس فکر⁷

اگر پاکستانی معیشت کو معروضی انداز میں دیکھا جائے تو یہ ظاہر ہے کہ نظام کو سنگین دشواریوں کا سامنا ہے جن کی فہرست سب کو معلوم ہے: بڑھتی ہوئی ملکی مالکاری کا متقاضی مالیاتی دباؤ، معاشی اور سماجی بوجھ کا باعث بننے والی توانائی کی قلت، کم سرمایہ کاری جو مستقبل کی نمو کی جڑیں کاٹ رہی ہے، امن وامان کے مسائل اور ہمسایہ ملک افغانستان میں جاری جنگ۔

صاف گوئی سے کام لیا جائے تو پاکستان کے معاشی اعداد و شمار سے دو باتوں کا اظہار ہوتا ہے: اول، پاکستان جنوبی ایشیا میں اپنے ہمسایوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ دوم، یہ نوعی جو اپنے امکانات سے پست ہے، مذکورہ بالا مشکلات کے تناظر میں دیکھی جائے تو خاصی متاثر کن ہے۔ ہمارے خیال میں مؤخر الذکر نکتے کو صحیح طور پر سمجھنا نہیں گیا۔

یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ پاکستان کی غیر دستاویزی معیشت (بے ضابطہ شعبہ) متحرک ہے اور یہ کہ سرکاری اعداد و شمار میں معاشی سرگرمیوں کی اس سطح کو پورے طور پر بیان نہیں کیا جاتا جو دیکھی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں میں ایک عدم ربط محسوس ہوتا ہے۔

یہ عدم ربط اس وقت مزید واضح ہو جاتا ہے جب یورپی یونین کے ممالک کی معاشی حالت زار کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، جہاں قرضے کے بحران نے یورو کے وجود کو خدو خد بنادیا ہے اور اس بحران کے نتائج سنبھالنے نہیں سنبھل رہے ہیں۔ چونکہ یونان، برطانیہ اور اسپین جیسے ممالک اب باضابطہ طور پر کساد بازاری کا شکار ہیں اس لیے یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ کساد بازاری کی نشانیاں کیا ہوتی ہیں:

☆ غیر یقینی کیفیت کے جڑ پکڑنے کے ساتھ پست تر صارفی طلب (خصوصاً پائیدار صارفی اشیا کی مانگ)۔

☆ نتیجے کے طور پر چھوٹے کاروبار کی بندش۔

☆ ریسٹورانوں، ہسپتال اور بیرون ملک سفر جیسی پر تعیش خدمات کی طلب کاروبہ زوال ہونا۔

☆ خردہ حجم اور معمول کے ٹریڈ کے بہاؤ میں کمی۔

☆ تعمیراتی سرگرمیوں کا گھٹ جانا، اور

☆ بیروزگاریوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ منڈیوں اور شاپنگ مالز میں خریداروں کی گھٹتی ہوئی تعداد۔

ہمیں پاکستان میں یہ چیزیں دکھائی نہیں دیتیں۔ تسلیم کہ یہ سنی سنائی ہے کیونکہ اس نقطہ نظر کی تصدیق کے لیے ٹھوس اعداد و شمار نہیں لیکن معیشت کی اصل کارکردگی جانچنے کے لیے منقولی شواہد اکثر معلومات کے تازہ ترین ذرائع ہوتے ہیں۔

یہ تجربی طور پر معلوم حقیقت ہے کہ پاکستان میں بے ضابطہ شعبہ خوب پھل پھول رہا ہے اور روزگار، آمدنی اور اشیا و خدمات کی طلب پیدا کر رہا ہے۔ یہ چیز چمک کر حقیقی پیداوار کے شعبے میں دستاویزی شکل میں آرہی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ باب 2 میں کہا گیا ہے، واضح علامات ہیں کہ تعمیراتی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں جس سے ذیلی شعبہ مثلاً اسٹیل، سیمنٹ، کیمیائی اشیا، الکڑی، شیشہ، رنگ و روغن وغیرہ مستفید ہو رہے ہیں۔

⁷ اس سیکشن میں اسٹیٹ بینک کے اقتصادی مشیر اعلیٰ ڈاکٹر مشتاق اے خان کا نقطہ نگاہ دیا گیا ہے۔

بیشتر حلقے اعتراف کریں گے کہ متحرک بے ضابطہ شعبہ رحمت ہے کیونکہ اس سے باضابطہ معاشی سرگرمیوں کو ہمیز مل رہی ہے اور پاکستان یورپ جیسی بھرپور کساد بازاری سے بچا ہوا ہے۔ مزید یہ کہ سماجی تحفظ کے جال کا مخدوش ہو جانا یورپ میں عوامی غم و غصے کو ہوا دے رہا ہے لیکن پاکستان میں اس کی اس لیے اہمیت نہیں کہ مشترکہ کنبہ اور کمیونٹی بزرگوں، بیروزگاروں اور محروم افراد کا سہارا بن جاتے ہیں۔ یہ سب نکات تسلیم مگر بہتر ہوگا کہ معاملات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے۔

اگرچہ مشترکہ خاندان، مساجد، محلے اور قومیت کی سطح کی فلاحی تنظیموں جیسے معاشرتی ادارے سماجی اور اقتصادی بہبود کے مستحکم اور پائیدار ذرائع ہیں تاہم سرکاری سیفٹی نیٹس سے آگے ریاست کا کردار ختم نہیں کیا جاسکتا۔ علی الخصوص طبعی انفراسٹرکچر اور دیگر اشیائے عامہ (مثلاً امن و امان، نفاذ قانون، عدالتی خدمات اور کنٹریکٹ کا نفاذ، تفریحی مقامات وغیرہ) نجی ادارے پورے طور پر فراہم نہیں کر سکتے جو پائیدار معاشی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے درکار ہوتی ہیں۔ اگر مطلق خود کفالت کی سوچ مزید جڑ پکڑ گئی تو یہ معیشت کو تقسیم کر سکتی ہے۔

جیسا کہ عالمی معیشت میں ایشیائی ممالک کی بڑھتی ہوئی طاقت سے ظاہر ہے، بڑی منڈیوں کی تلاش معاشی خوشحالی کے لیے ضروری ہے کیونکہ اس سے معاشی کفایت اور تخصیص دونوں کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ اس تناظر میں، اندرونی مزاحمت کے باوجود پاکستانیوں کو دستاویزیت اور ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت کو قبول کرنا چاہیے۔ صرف اسی طرح ریاست کو وہ پلٹ فارم قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے وسائل مہیا ہوں گے جو بلند اور پائیدار معاشی نمو کے لیے درکار ہیں۔

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 حقیقی جی ڈی پی

جدول 2.1: جی ڈی پی کی شرح نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)					
فیصد میں			نمو		
نمو میں حصہ			نمو		
م12ء	م11ء	م12ء	م12ء	م11ء	م12ء
0.7	0.5	3.1	3.4	2.4	زراعت
0.9	0.2	3.4	3.1	0.7	صنعت
2.1	2.3	4.0	5.0	4.4	خدمات
3.7	3.0	3.7	4.2	3.0	جی ڈی پی (عالمی لاگت)
ہدف					
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

مالی سال 12ء کی جی ڈی پی کے ابتدائی تخمینوں سے (جولائی تا مارچ کے ڈیٹا پر مبنی) نشاندہی ہوتی ہے کہ معاشی نمو میں گزشتہ برس کے مقابلے میں بہتری آئی ہے لیکن وہ ہدف سے کم رہی۔⁸ مالی سال 12ء کے آغاز میں معیشت کو سیلاب اور توانائی کے بحران جیسی مشکلات کا سامنا تھا جس نے مقررہ ہدف کے مطابق شرح نمو کے حصول کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ سال کے دوران عالمی معاشی صورتحال کے بارے میں غیر یقینی حالات کے باعث بیرونی طلب میں کمی دیکھی گئی اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کمزور رہی۔ مزید برآں، اجناس کے عالمی نرخوں، خصوصاً توانائی کی مصنوعات میں اتار چڑھاؤ کے باعث درآمدات تیزی سے بڑھ گئیں۔ مذکورہ مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال کے دوران جی ڈی پی میں ہونے والی 3.7 فیصد نمو مناسب ہے۔

معاشی نمو کو عمدہ فصولوں، تعمیرات میں تیزی اور مالیات و بیمہ کے ذیلی شعبے کے قدر اضافی کے بڑھنے سے فائدہ پہنچا تھا۔ خصوصاً، کپاس کی فصل کو نقصانات، گندم کی پیداوار میں کمی اور کھاد کے کم استعمال کے باوجود اہم فصولوں کی نمو ہدف سے زیادہ رہی۔ اسی طرح، تعمیرات کے شعبے میں سرگرمی دیکھنے میں آئی کیونکہ سیلاب کے بعد تعمیر نو اور انفراسٹرکچر کی تعمیر کو ترجیح دی گئی۔

مالی سال 12ء کی جی ڈی پی کی نمو میں بڑا حصہ صرف کے اخراجات کا ہے جس میں تیزی معاون حکومتی پالیسیوں⁹ کے ساتھ ساتھ ترسیلات زر میں اضافے سے آئی تھی۔ مالی سال 12ء کے دوران صرف کے اخراجات میں 8.2 فیصد نمو (حقیقی لحاظ سے) کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ یہ مالی سال 11ء میں صرف 2.6 فیصد بڑھی تھی۔ صرف میں اضافے سے صارفی اشیا کی پیداوار اور تعمیراتی صنعت میں نمو کو بڑھانے میں مدد ملی۔

تاہم، اس طلب کے ایک بڑے حصے کو درآمدات سے پورا کیا جا رہا ہے، خصوصاً جدید مینوفیکچرڈ اشیا کی مانگ زیادہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق مقامی اشیا سازوں کو توانائی کی بلند لاگت کا سامنا ہے جس کی وجہ سے انہیں اپنی قیمتوں کو درآمدی قیمت سے کم رکھنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

⁸ نمو کے سرکاری اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کی جانب سے کی گئی 3 تا 4 فیصد نمو کی پیش گوئیوں سے ہم آہنگ ہیں، جنہیں مالی سال 12ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

⁹ اس میں بلند زراعت اور استعمال شدہ کاروں کی عمر میں زمی اور ٹیکسوں کی کم شرح جیسی صرف کو فروغ دینے والی پالیسیاں شامل ہیں۔

ذیل میں دی گئی ہیں:

جدول 2.3: اہم فصلیں				
پیداوار ملین ٹن میں (کپاس کے لیے ملین گانٹھیں)				
قدر اضافی میں فی صد	میں 11ء	میں 12ء	میں 11ء	فیصد نمو
گندم	14.2	23.5	25.2	-6.7
چاول	42.3	6.2	4.8	29.2
کپاس	22.3	13.6	11.5	18.3
گنا	11.7	58.0	55.3	4.9
مکئی	2.25	4.3	3.7	16.2

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.4: رینج میں پانی کی صورتحال			
ملین ایکڑ فٹ			
فیصد تبدیلی	رینج 2011ء	رینج 2012ء	
پنجاب	18.7	17.6	-6.0
سندھ	14.5	10.1	-30.2
خیبر پختونخوا	0.5	0.6	16.7
بلوچستان	0.9	1.1	27.8
کل	34.6	29.4	-15.0

1۔ کاشت کاروں کے پاس نقد رقوم کسی قلت: کپاس کی قیمتوں میں بتدریج کمی اور شکرملوں کی جانب سے ادائیگیوں میں غیر ضروری تاخیر کے باعث کاشت کاروں کو نقد رقوم کی کمی کا سامنا تھا۔ مزید برآں، کھاد کی بلند قیمتیں نقد رقوم کی دستیابی کو مزید محدود کرنے کا باعث بنیں۔ اس کے نتیجے میں یوریا اور ڈی اے پی کا استعمال رینج 2011ء کی سطح سے خاصا کم ہو گیا¹³ کیونکہ اس سال سیلاب سے نم ہونے والی زمین کسی حد تک کھاد کی طلب کو کم کرنے کا باعث بنی تھی۔

2۔ گندم کی فصل کو اس موسم کے دوران پانی کی قلت کا مسئلہ درپیش تھا، خصوصاً سندھ میں (جدول 2.4)۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں کہ پیداوار میں کمی سندھ تک محدود رہی۔ پانی کی مجموعی دستیابی انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) کی پیش گوئی کی کم سے کم سطح سے بھی پست رہی تھی۔¹⁴

آپاشی کے پانی کی سطح میں کمی کا سبب ملک میں خشک موسم اور کم درجہ حرارت کے موسمی حالات کا طوالت اختیار کرنا تھا جو رینج کے دوران پانی کے بہاؤ میں کمی کا باعث بنا۔ دوسری جانب، طلب میں اضافہ جاری رہا۔ اس طرح، 12 مارچ 2012ء تک ملک کے سب سے بڑے آبی ذخیروں تربیلا اور منگلا میں پانی کی سطح ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور ایسا ان میں معمول کی کمی سے چند ہفتے پہلے دیکھنے میں آیا تھا۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پیداوار میں کمی کے باوجود مجموعی طور پر گندم کی دستیابی مناسب رہی۔ ملک میں گندم کا استعمال تقریباً 22 ملین ٹن ہے جبکہ ملک کے پاس گزشتہ فصل کا بچا ہوا 3.9 ملین ٹن ذخیرہ موجود ہے۔¹⁵ تاہم یہ صورتحال حکومت کے لیے اہم چیلنج بن سکتی ہے۔ خصوصاً، موجودہ فصل سے 7.7 ملین ٹن گندم کی خریداری کا منصوبہ بنایا گیا ہے جو کہ گزشتہ برس کی جانے والی 6.2 ملین ٹن کی حکومتی خریداری سے زیادہ ہے۔ اس لیے، بچے ہوئے ذخیرہ کی بلند سطح کے باعث نئی فصل پر گندم کے قرضوں کا تصفیہ اضافی مالیاتی لاگت برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوگا کیونکہ گندم کی موجودہ عالمی

¹³ یوریا اور ڈی اے پی کے استعمال میں گزشتہ برس موسم رینج کے مقابلے میں بالترتیب 14.2 فیصد اور 31.2 فیصد کمی آئی تھی۔ رینج کا موسم اکتوبر سے مارچ تک رہتا ہے۔

¹⁴ 'ارسا' دوزری موسموں کے دوران پانی کی کم از کم دستیابی کا تخمینہ لگاتا ہے۔ 'ارسا' کی پیش گوئی کے مطابق رینج 2012ء میں کم از کم 29.8 ملین ایکڑ فٹ پانی دستیاب ہوگا۔

¹⁵ بچ جانے والا اسٹاک آخر مارچ 2012ء کا ہے۔

جدول 2.5: صنعت میں نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)				
فیصد میں				
صنعتی نمو میں حصہ	نمو		صنعت میں فیصد حصہ	
م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	صنعت
		3.4	0.7	
0.8	0.5	1.8	1.1	46.9
1.5	1.4	7.5	7.5	21.0
0.4	-0.1	4.4	-1.3	9.4
0.5	-0.6	6.5	-7.1	8.5
-0.1	-0.7	-1.6	-7.2	8.6
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

قیمتیں حکومت کی امدادی قیمت کے مقابلے میں خاصی کم ہیں۔¹⁶ اگر گندم کی خریداری ہدف سے کم رہی تو گندم کی مقامی قیمت مزید گھٹ سکتی ہے جس سے کاشت کاروں کا مارجن مزید سکڑ جائے گا۔

چھوٹی فصلیں

چھوٹی فصلوں (جن کا زرعی شعبے کی قدر اضافی میں حصہ 11 فیصد ہے) کو کئی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا، خصوصاً، سندھ میں پہلے جولائی 2011ء کے سیلاب نے مریچ، پیاز اور ٹماٹر کی فصلوں کو تباہ کر دیا۔ اس

کے بعد ایک اور دھچکا اس وقت لگا جب غیر معمولی طور پر شدید سرد موسم کا نتیجہ کیلے، مریچ اور ٹماٹروں کی فصلوں میں نقصانات کی صورت میں برآمد ہوا۔ اس کی وجہ سے مالی سال 12ء کے دوران چھوٹی فصلوں میں 1.3 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 2.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔

2.3 صنعتی شعبہ

مالی سال 12ء کے دوران صنعتی شعبہ اپنے شرح نمو کے ہدف 3.1 فیصد سے تجاوز کر گیا جس کا سبب کان کنی اور تعمیراتی سرگرمیوں میں ہدف سے زیادہ نمو تھی۔ دوسری جانب، بڑے پیمانے کی اشیا سازی ہدف سے کم رہی جس کا سبب توانائی کی شدید قلت ہے (جدول 2.5)۔

یہ امر دلچسپی کا حامل ہے کہ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو بڑے پیمانے کی صنعتوں کے مقابلے میں زیادہ شدت سے توانائی کی قلت کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اس کے باوجود نمو میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔¹⁷

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی بہتر کارکردگی حیران کن تھی کیونکہ ایسا توانائی کی مسلسل قلت کے باوجود دیکھنے میں آیا، جو متعدد صنعتوں (ٹیکسٹائل، کھاد، چمڑا، سوڈا الیش، کاسٹک سوڈا، فولاد اور شیشہ) کی پیداوار کو محدود کرنے کا باعث بنا اور اسی وجہ سے درآمدی متبادل اشیا سے مسابقت بڑھ گئی تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ زرعی شعبے کی بہتر کارکردگی تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی کے اثرات کی منتقلی اور صارفی اشیا کی مضبوط طلب بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کچھ بحالی کا باعث بنی تھی۔

شعبہ وار پیش رفت :

مخصوص شعبوں (ٹیکسٹائل، آٹو، کھاد اور تعمیراتی خام مال) میں ہونے والی پیش رفت پر اس باب کے آخر میں دیے گئے ضمیموں میں بحث کی گئی ہے۔ تاہم دیگر اہم شعبوں کے رجحانات کا احاطہ ذیل میں کیا گیا ہے۔

¹⁶ باب سوم میں اجناس کی سرگرمیوں کا آپریشن ملاحظہ فرمائیں۔

¹⁷ چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی ایسی غیر رسمی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی سالانہ بنیادوں پر پیمائش کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) نے اس شعبے کے لیے 7.5 فیصد کی مستقل سالانہ شرح مقرر کی ہے۔ یہ شرح نمو چھوٹی اور گھریلو اشیا سازی کی صنعتوں کے سروے پر مشتمل ہے۔ اس کا آخری سروے 2006-07ء میں کیا گیا تھا۔

جدول 2.6: خوراک، مشروبات اور تباہی کی صنعت کے منتخب اظہار (جولائی تا دسمبر) 18					
اچھا	غذائی اشیاء میں حصہ	برآمد پیداوار کا تناسب		برآمدات میں افغانستان کا حصہ	
		میں 11ء	میں 12ء	میں 11ء	میں 12ء
نہائی تیل و گھی	27.3	5.9	10.6	97.4	99.9
سگریٹ	17.2	0.0	0.1	0.0	0.0
گندم کا آٹا	8.2	6.1	18.1	98.9	91.1
مشروبات	7.3	1.6	2.7	98.0	96.8
چائے	3.1	1.0	1.6	0.0	32.2
جوس، سیرپ، اسکواش	1.7	82.1	91.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.7: پائیدار صارفی اشیاء کے اظہار 21					
کیو آئی ایم میں حصہ	میں 11ء	میں 12ء	سال بسال پیداوار (جولائی تا مارچ) موقوفہ میں		درآمدات اور پیداوار کا تناسب (جولائی تا دسمبر) فیصد میں
			میں 11ء	میں 12ء	میں 11ء
ٹرانسپورٹ	5.4	..	8.8	16.1	27.2*
کار	4.0	..	8.8	16.1	27.2*
موٹر سائیکل	0.9	..	3.4	20.1	..
سائیکل	0.1	..	-30.0	-23.1	86.8
موٹر ٹائر	0.4	..	-25.4	9.6	72.1
الیکٹرانکس	0.8
ریفریجریٹر	0.3	..	6.8	-2.4	2.1
ایئر کنڈیشنر	0.1	..	4.3	-11.9	26.7
ٹی وی	0.2	..	-25.9	28.6	0.0
بچے	0.1	..	-13.5	-9.5	22
دیگر	0.8
جوڑے	0.7	..	6.2	21.1	25.7
سلائی مشینیں	0.1	..	-10.3	-3.4	207.9
مجموعی	6.9	..	3.2	14.6	..

* جولائی تا نومبر

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

غذا، مشروبات اور تمباکو کی صنعتوں نے بہتر کاشت، مضبوط اندرونی طلب اور افغانستان کو بلند درآمدات کے باعث اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا (جدول 2.6)۔

گذشتہ برس کے دوران خیبر پختونخوا میں مشروبات کے پانچ نئے پلانٹس نے کام شروع کیا تھا۔ 19 اسی طرح افغانستان کو تیل و گھی کی برآمدات کی سطح بھی بلند رہی۔ مزید برآں، حکومت کی جانب سے مالی سال 11ء کی چوتھی سہ ماہی میں افغانستان کو گندم کے آنے کی رسمی اجازت دینے کے فیصلے سے اس کی طلب بڑھ گئی۔

دوا سازی کی صنعت میں حکومت نے خام مال کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی (بیشتر میں 10 سے 5 فیصد) میں کمی کر دی تھی جس نے اس کی برآمدات کو پہلے سے زیادہ مسابقتی بنا دیا۔ 20 اندرونی منڈی میں بعض ادویات کی قیمتوں میں اضافے کا نتیجہ مارجن میں بہتری کی صورت میں نکلا۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ صارفی پائیدار اشیاء کی درآمد ملکی صنعت کے راستے میں رکاوٹ ہے (جدول 2.7)۔ ملکی الیکٹرونکس کے معاملے میں کورین اور بھارتی ٹی وی سیٹس کی اسمگلنگ (دینی افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے روٹ سے) اور ملائیشیا اور چین کے

18 برآمدی اعداد و شمار کو ایچ ایس کوڈ لیول فائلوں (پاکستان دفتر شماریات کے ماخذ سے) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے ریفرنس کوڈز یہ ہیں: نہائی تیل و گھی: & 1516.2010.2020

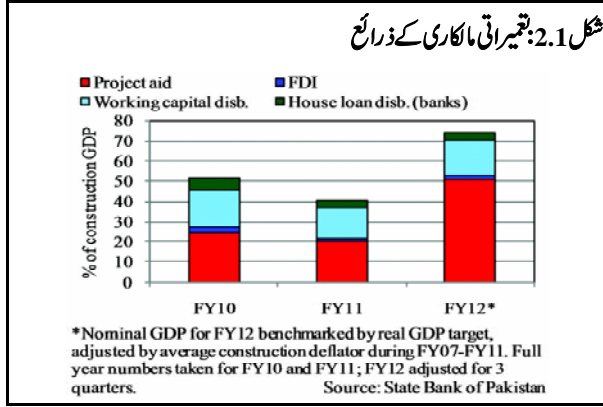
1517.1000، سگریٹ: 2402.2000، گندم کا آٹا: 1101.0010، مشروبات: 2202.1010-9000 & 9000، 2201.1020، چائے: 902.1000، 2000، 3000، 4010،

4090 اور جوڑے وغیرہ: 2106.9020 & 2009.9000-2009.1100

19 حکومت نے مالی سال 12ء کے بجٹ میں مشروبات پر بھی ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کر دی تھی۔

20 اگرچہ مالی سال 12ء میں ادویات کے ایک اسکینڈل نے افغان اور تاجک برآمدی منڈیوں میں ٹھکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے تاہم اس صنعت کو یقین ہے کہ اس کا محدود اثر پڑے گا۔

21 درآمدی اعداد و شمار کو ایچ ایس کوڈ لیول فائلوں (پاکستان دفتر شماریات کے ماخذ سے) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے ریفرنس کوڈز یہ ہیں: سائیکل: 8712.0000، موٹر ٹائر: 4011.1000-4000، ریفریجریٹر: 8418.2100-2900، ایئر کنڈیشنر: 8415.1010-1020، ٹیلی ویژن سیٹ: 8528.7211-7212، بچے: 8414.5110-5990، جوڑے: 8452.1090-2900، سلائی مشین: 6403.2000، 6403.5900، 6404.2000



ایئر کنڈیشننگ کے انڈر انوائسنگ نے مقامی صنعت پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ 22 منڈی کے آخری سرے پر پنجاب میں بہت زیادہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پنکھوں کی طلب خاصی گھٹ گئی ہے۔²³

چمڑے کے جوتے اور نسلیک صنعتوں کی نمونیں مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور درآمدات سے بڑھتی ہوئی مسابقت کے باعث سال بسال کمی آئی۔ ہمیں توقع ہے کہ

ان صنعتوں کی پیداوار دباؤ میں رہے گی کیونکہ جوتے کی صنعت بڑی حد تک پنجاب میں قائم ہے اور اسے بجلی کی شدید قلت کا سامنا ہے۔²⁴

سسوڈا ایش اور کاسٹک سوڈا کی صنعت کو موسم سرما میں قدرتی گیس کی قلت کے باعث مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ صنعتیں تیزی سے کونکے پر مبنی توانائی پر منتقل ہو رہی ہیں جو مقامی کونکے پر چلائی جائیں گی۔ ہمیں توقع ہے کہ ایسے بعض منصوبوں کی تکمیل سے ان صنعتوں میں چوتھی سہ ماہی کے دوران بحالی آسکتی ہے۔

تعمیرات

مالی سال 12ء کے ابتدائی تخمینے کے مطابق تعمیرات کی صنعت میں 6.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 11ء کے دوران اس میں 7.1 فیصد کمی آئی تھی۔ یہ نمو 2.5 فیصد کے مقررہ ہدف سے خاصی زیادہ تھی۔

موسم سرما کے خاتمے سے تعمیرات کی صنعت میں مزید تیزی آئی ہے، خصوصاً مارچ میں۔ اس کے نتیجے میں سیمنٹ کی فروخت مارچ 2012ء میں بڑھ کر 2.6 ملین میٹرک ٹن کی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی تھی جو اس میں گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 10.6 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ مزید برآں، تعمیراتی خام مال بنانے والے بعض پیداوار کارجن کی پیداوار گزشتہ سہ ماہی تک گھٹ رہی تھی، انہوں نے مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی میں مثبت نمو دکھائی ہے (ضمیمہ 4)۔

منصوبہ جاتی امداد کے لیے بیرونی رقوم کی آمد کی بلند سطح اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت بھاری مقدار میں فنڈز کے اجرا سے سرکاری شعبے کے منصوبوں میں تیزی ظاہر ہوتی ہے (شکل 2.1)۔²⁵

²² یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ الیکٹریٹکس کی صنعت کو بہت زیادہ تحفظ حاصل ہے کیونکہ مکمل ساختہ یونٹوں (سی بی یو) پر عائد اوسط ڈیوٹی 35 فیصد ہے۔

²³ موجودہ حالات میں چین کے بنے ہوئے ری چارج ایبل (rechargeable) پنکھے بہتر متبادل معلوم ہوتے ہیں اور وہ تیزی سے ملکی منڈی میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ ایسے پنکھے مقامی سطح پر تیار نہیں کیے جا رہے۔

²⁴ پاکستان دفتر شریات کی جانب سے چمڑے کے جوتوں کے متعلق فراہم کردہ ڈیٹا میں صرف پنجاب کی پیداوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔

²⁵ مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کی مد میں جاری ہونے والی رقم 65.6 فیصد بلند تھی جبکہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں ان میں 28.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے۔

تاہم، نجی شعبے کی تعمیراتی سرگرمیوں کی پائیداری مشکوک ہے کیونکہ مالی شعبے کی جانب سے رہائشی رہن اور کمرشل تعمیرات دونوں کے متعلق مختلط رویے کا تسلسل جاری ہے۔²⁶

2.4 خدمات کا شعبہ

خدمات کے شعبے میں ہونے والی 4 فیصد نمو گزشتہ برس کے 4.4 فیصد سے کم رہی اور یہ 5 فیصد کے مقررہ ہدف سے بھی پست ہے۔ مالیات و بیمہ، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات کے ذیلی شعبوں کی بہتر کارکردگی نے نظم عامہ و دفاع میں کمزور نمو کے اثرات زائل کر دیے (جدول 2.8)۔

مجموعی طور پر بینکاری کے شعبے اور میوچل فنڈز کو مضبوط منافع حاصل ہوا، جو مالی سال 12ء میں نمو کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو رہا ہے۔ ایندھن کے استعمال کی بلند سطح کے ساتھ ساتھ ملک میں گاڑیوں کی فروخت کے باعث ہمیں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں مضبوط نمو کی توقع تھی۔ تاہم، پی آئی اے اور پاکستان ریلوے کے مسلسل نقصانات اس کے اثرات زائل کرنے والا اہم عامل ہو سکتا ہے۔

جدول 2.8: خدمات میں نمو (1999ء تا 2000ء کی اساس پر)						
خدمات کی نمونہ حصہ		نمو			خدمات میں فیصد حصہ	
م 11ء	م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء
		4.0	5.0	4.4		
						خدمات
0.2	0.2	1.3	4.5	0.9	18.0	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
1.1	1.1	3.6	5.0	3.5	32.0	تھوک و خوردہ تجارت
0.6	-0.1	6.5	0.2	-1.4	8.9	مالیات و بیمہ
0.2	0.1	3.5	3.5	1.8	5.1	جائے سکونت کی ملکیت
0.3	1.6	2.6	6.0	14.2	12.4	نظم عامہ و دفاع
1.6	1.6	6.8	7.0	6.9	23.6	سماجی و کمیونٹی خدمات
ہ: ہدف						
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

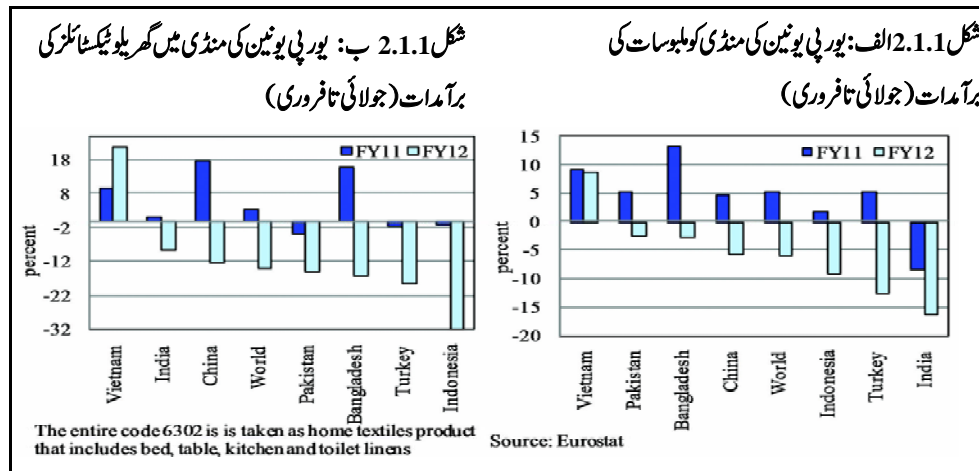
نظم عامہ اور دفاع میں کمزور نمو کا ایک ممکنہ سبب مالی سال 12ء کے مقابلے میں اس سال سیلاب سے متعلق اخراجات میں کمی ہو سکتا ہے۔ مالی سال 11ء کے دوران سرکاری شعبے کے ملازمین کی تنخواہوں میں خاصا اضافہ کیا گیا تھا۔

²⁶ مالی سال 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران تعمیرات کی صنعت کو جاری سرمائے اور مکانات کی تعمیر کے قرضوں کی تقسیم میں مثبت نمو ہوئی۔ اگر سال کے دوران تعمیراتی لاگت میں ہونے والی 19 فیصد اوسط گرائی کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ نمو کمزور معلوم ہوتی ہے۔

ضمیمہ 1: ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی کی وجوہات²⁷

مالی سال 12ء کے دوران عالمی معاشی سست روی نے ایک بار پھر پاکستانی ٹیکسٹائل کی صنعت کو متاثر کیا جبکہ اس میں گزشتہ دو برسوں میں معتدل بحالی کا رجحان تھا۔ امریکہ اور یورپی یونین میں صارفی احساسات منفی رہنے کا نتیجہ ٹیکسٹائل خریداریوں میں کمی کی صورت میں نکلا کیونکہ خریداروں کی دلچسپی سستی مصنوعات کی سمت منتقل ہو گئی۔ مارچ 2012ء تک ٹیکسٹائل کی عالمی برآمدات میں 9.4 فیصد کمی آئی تھی۔ اگر ہم اس کا تقابل مالی سال 09ء کی بدترین عالمی کساد بازاری میں ہونے والی 7.6 فیصد نمو سے کریں تو حالیہ کمی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ عالمی طلب میں کمی کے علاوہ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ توانائی کی قلت مقامی اشیاء سازوں کو مال فراہم کرنے کی ڈیڈ لائن پورا کرنے کی اجازت نہیں دے رہی جس سے ان برآمدی منڈیوں کے ساتھ مستقبل کے تعلقات متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔

اس سے قطع نظر، یورپی یونین کو برآمدات بھیجنے والے ممالک بنگلہ دیش، بھارت اور ترکی جیسے اہم کاروباری حریفوں کے مقابلے میں پاکستانی ملبوسات کی برآمدات میں معتدل کمی آئی (دیکھئے شکل 2.1.1)۔²⁸

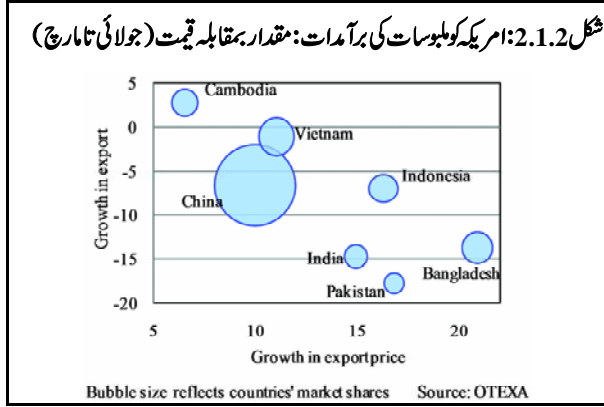


بھارت اور ترکی کی بلند قدر اضافی کی حامل گارمنٹ مصنوعات کی برآمدات میں دس فیصد سے زیادہ کمی واقع ہوئی۔ پاکستان کی پست قدر اضافی والی برآمدات کی طلب پر کم مضراثرات مرتب ہوئے کیونکہ صارفین نے مہنگے داموں کے بجائے سستی مصنوعات کی خریداری کو ترجیح دی۔ گھریلو ٹیکسٹائل کی منڈی میں بھی پاکستانی برآمدات میں اتنی کمی نہیں ہوئی جتنی یورپی یونین کی درآمدات میں مجموعی طور پر ہوئی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کی ساری مدت میں ٹیکسٹائلز کی امریکی درآمدات میں سست روی کا رجحان دیکھا گیا اور ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل دونوں میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ گھریلو ٹیکسٹائلز میں پاکستانی برآمدات چین، ترکی اور بنگلہ دیش کے مقابلے میں بہتر رہیں۔

²⁷ یہ سیکشن اسما خالد (asma.khalid@sbp.org.pk) کا تحریر کردہ ہے۔

²⁸ پیشتر مدت میں قرضہ بحران میں ایٹری اور صارفین کے اعتماد کی پست سطح کے باعث ٹیکسٹائل و ملبوسات کی فروخت اور درآمد تیزی سے کم ہو گئی، خصوصاً فرانس، ہالینڈ اور جرمنی میں۔



تاہم امریکہ کے لیے پاکستانی گارمنٹس برآمدات کو چاروں اہم حریفوں کے مقابلے میں شدید دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا ایک اہم سبب اکائی قیمتوں کا تیزی سے بڑھنا ہے (دیکھئے شکل 2.1.2) اور یہ حقیقت کہ امریکہ میں ملبوسات کی طلب میں کمی سوتی مصنوعات تک مرکوز رہی تھی۔²⁹

صرف کپڑے کی برآمدات پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ہونے والی مجموعی کمی کا سبب ترکی کی جانب سے جولائی 2011ء سے حفاظتی ڈیوٹیز کا نفاذ ہے۔³⁰ ترکی کے علاوہ بنگلہ دیش کی طلب میں تیزی سے اضافے کے باعث پاکستانی کپڑے کی برآمدات میں اضافہ ہو گیا۔³¹

²⁹ جولائی تا مارچ مالی سال 12ء میں ملبوسات (مقدار) کی مجموعی امریکی طلب میں 7.8 فیصد کمی ہوئی، سوتی ملبوسات کی درآمد 16.9 فیصد گر گئی جبکہ انسانی ساختہ مصنوعی ریشے کی ملبوسات کی طلب 3.9 فیصد بڑھ گئی۔

³⁰ جولائی تا دسمبر 2011ء کے دوران ترکی کو کپڑے کی درآمدات میں 66 فیصد کمی واقع ہوئی۔

³¹ جیسا کہ سالانہ رپورٹ 2010-11ء میں بیان کیا جا چکا ہے، اس کا سبب فوائد کے عمومی نظام (جی ایس پی) سے استفادے کے لیے یورپی یونین کی جانب سے ماخذ (origin) کے قواعد پر نظر ثانی ہے جس کے تحت اب بنگلہ دیش کے اشیاء سازوں کو پاکستانی کپڑا استعمال کرنے کی اجازت حاصل ہے۔

ضمیمہ 2: گاڑیاں³²

مسافر کاروں کی فروخت میں بظاہر تیزی سے آٹو کی صنعت کو متحرک ملا۔ رواں مالی سال میں مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کی فروخت کی نمو بڑھی ہے تاہم، ہمیں یقین ہے کہ اس کا سبب یکبارگی عوامل ہیں (ٹیکس مراعات اور پنجاب حکومت کی 'بلیو کیب' اسکیم)۔ اگر مذکورہ عوامل کو منہا کر دیا جائے تو مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں گزشتہ برس کے مقابلے میں نمو میں کمی واقع ہوئی۔³³

ہمارے خیال میں اس سست روی کا سبب کاروں کی مجموعی مارکیٹ (درآمدی اور مقامی دونوں) میں رسد کی صورتحال میں ہونے والی پیش رفت ہے: (1) جاپان سے درآمد کی جانے والی استعمال شدہ کاروں کی رسد میں اضافے کے باعث مسابقت (جس کے اثرات مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں پر مرتب ہوتے ہیں) اور (2) تھائی لینڈ میں حالیہ سیلاب کے باعث گاڑیوں کے پرزوں کی عالمی رسد کی کڑی میں تعطل۔

یکبارگی عوامل سے فروخت میں اضافہ

(1) حکومتی طلب: پاک سوزوکی موٹرز کی پیداوار فروخت میں سب سے زیادہ بڑھی جس میں 'بلیو کیب' اسکیم کی طلب نے اہم کردار ادا کیا۔³⁴

(2) کاروں کی فروخت میں نمو کو مالی سال 12ء میں اسٹیش ایکسائز ڈیوٹی (ایس ای ڈی) کے خاتمے اور جزل سیل ٹیکس (جی ایس ٹی) میں کٹوتی سے بھی فائدہ پہنچا جسے 17 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کر دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے مالی سال 11ء کے آخر میں کاروں کی خریداریوں میں کمی آگئی تھی۔³⁵

کاروں کی منڈی کے رسد کی عوامل

(1) استعمال شدہ کاروں کی درآمدات: ملک میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کو استعمال شدہ جاپانی کاروں کی درآمدات سے سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا جس میں گزشتہ برس کے مقابلے میں چھ گنا اضافہ ہوا ہے۔³⁶ پانچ سال پرانی ہونے کے باوجود منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کاریں قیمتوں اور اپنی اندرونی خصوصیات کی وجہ سے مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں سے اچھا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

(2) درآمدی پرزوں کی قلت: تھائی لینڈ کے حالیہ سیلاب نے الگ الگ پرزوں (سی کے ڈی) کی عالمی رسد زنجیر کو متاثر کیا۔ اس نے ہنڈا اٹلس جیسے مقامی اسمبلر ز پر زنجیری اثرات مرتب کیے۔ گزشتہ چند ماہ سے پیداوار معطل کرنے کے بعد اس فرم نے جزوی طور پر اپنے آپریشنز کا آغاز کر دیا ہے۔

³² یہ سیکشن بلال خان (bilal.khan@sbp.org.pk) نے تحریر کیا ہے۔

³³ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں مقامی طور پر اسمبل ہونے والی کاروں کی فروخت گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 15.3 فیصد زیادہ تھی۔ مالی سال 11ء کی اسی مدت میں 13.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ تاہم، اگر 'بلیو کیب' اسکیم اور ٹیکس مراعات کے اثر کو منہا کر دیا جائے تو ہمارے تخمینے کے مطابق اس سال فروخت سست روی کا شکار رہی اور اس میں 2 فیصد کمی ہوئی تھی۔

³⁴ مالی سال 12ء کے دوران مذکورہ اسکیم کے تحت 12,000 پنٹس فروخت کیے جانے ہیں۔

³⁵ صارفین نے ٹیکسوں میں نرمی کا فائدہ اٹھانے کے لیے کاروں کی خریداری کو جولائی 2011ء تک ملتوی کر دیا تھا۔ ہمارے تخمینے کے مطابق اس کا اثر تقریباً 3,500 پنٹس ہوگا۔

³⁶ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں کے دوران تقریباً 34,500 استعمال شدہ کاریں درآمد کی گئیں۔ جس کا اہم سبب کاروں کی عمر کو تین سال سے بڑھا کر 5 سال کرنا تھا۔

امکانات

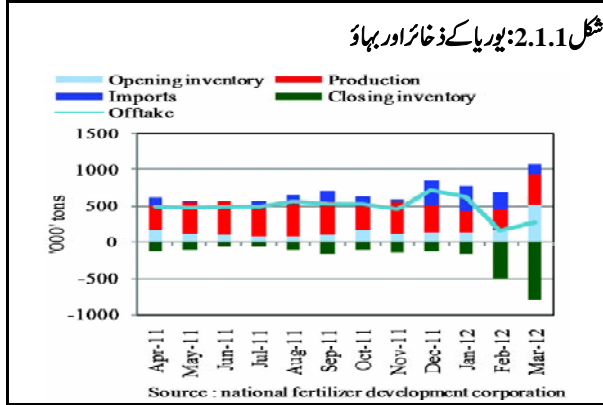
رشد کے لحاظ سے کاروں کی مقامی صنعت میں مزید تبدیلیوں کا امکان ہے کیونکہ یورو دوم (Euro - II) اخراج کے معیارات پر عملدرآمد کے باعث مالی سال کے آخر تک کچھ ماڈلز کو بندرتیج ختم کیا جانا ہے۔ مزید برآں، حکومت نے حفاظتی خدشات کے باعث سی این جی کٹس درآمد کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے اور فی الوقت اسمبلر ز اپنے ذخائر پر انحصار کر رہے ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ مذکورہ حالات سے استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات کو فائدہ پہنچے گا، خصوصاً 1500 سی سی سے نیچے والی گاڑیوں کے جزو۔³⁷ اس سے قطع نظر، ہمیں توقع ہے کہ مقامی طور پر اسمبل کی جانے والی کاروں کی فروخت میں کچھ تیزی آئے گی، خصوصاً اس وقت جب ہنڈا اٹلس سیلاب سے پہلے کی پیداواری سطح پر پہنچ جائے گا۔

³⁷ یہ مالی سال 12ء کی ابتدائی تین ماہیوں کے دوران استعمال شدہ کاروں کی درآمدات کا تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔

ضمیمہ 3: کھاد³⁸

شکل 2.1.1: یوریا کے ذخائر اور بہاؤ



گذشتہ نو مہینوں کے دوران کھاد کی صنعت کی صورتحال میں عجیب انداز سے تبدیلی آئی ہے۔ خریف 2011ء میں اس کی قلت تھی لیکن بعد میں یہ بکثرت دستیاب ہونے لگی اور اپریل 2012ء میں اس کا تقریباً 80 ہزار ٹن ذخیرہ موجود تھا جو کہ پوری صنعت کی ایک ماہ کی فروخت سے زیادہ ہے (شکل 2.1.1)۔ مزید 3 لاکھ ٹن یوریا اس سال خریف کے موسم کے لیے درآمد کی جانی ہے جبکہ مقامی اشیاء ساز اپنی پیداوار کو فروخت

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں (اگر وہ گیس کی جاری موجودہ قلت کے باعث اپنی استعداد کے مطابق پیداوار مہیا کر سکے)۔

اس منظر نامے کا سبب بننے والے حالات و واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اول، کھاد بنانے والے پرانے کارخانوں کے لیے دسمبر میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کے نفاذ سے ان کے لیے قدرتی گیس کی لاگت میں تقریباً 200 فیصد اضافہ ہو گیا۔³⁹ اشیاء سازوں نے لاگت میں اس اضافے کو جزوی طور پر قیمتیں بڑھا کر منتقل کیا۔ اس نے ابتدائی طور پر طلب کو متاثر نہیں کیا۔ تاہم، کپاس اور آلوی قیمتوں کے گرنے اور گندم کے نرخوں میں⁴⁰ متوقع کمی کے باعث کاشت کاروں نے اس موسم ربیع کے آخر تک کھاد کی خریداری ملتوی کر دی جس سے یوریا کی طلب میں کمی واقع ہو گئی۔⁴¹

حکومت نے موسم ربیع کے لیے مجموعی طور پر 1.2 ملین ٹن یوریا درآمد کرنے کی اجازت بھی دی تھی۔ یہ اس کی درآمد کا درست وقت نہیں تھا کیونکہ اس کی کھپ دسمبر کے آخر میں آنا شروع ہوئی تھی اور یہ وہ مہینہ ہے جب تاریخی طور پر کھاد کی طلب بلند سطح پر ہوتی ہے۔ مزید برآں، ایک سال قبل یوریا کے لیے حکومت کی سرکاری قیمت فروخت 1,300 روپے فی پوری تھی⁴² جو موثر طریقے سے مقامی صنعت کی قیمت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ درآمدی یوریا اور ملک میں پیدا ہونے والے یوریا کی فی پوری قیمت میں 500 روپے کا فرق دو عوامل کو ظاہر کرتا ہے: (i) موسم ربیع کے اختتام پر یوریا کے مقامی پیدا کار منڈی سے باہر رہے اور (ii) قیمتوں کے بطراج نے چور بازاری اور منڈی پر اثر انداز ہونے کی ترغیب دی۔ اس لیے، جیسا کہ ہم اپنے گذشتہ جائزوں میں نشاندہی کر چکے ہیں کہ قیمتوں کے اس فرق کا خاتمہ ضروری ہے۔

³⁸ یہ سیکشن سید عزیزی (syed.ozair@sbp.org.pk) کا تحریر کردہ ہے۔

³⁹ اس اضافے سے صرف کھاد کے ان کارخانوں کو استثناء حاصل تھا جو معین قیمتوں کے سمجھوتے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان میں اینگرو اور فاطمہ کے نئے پلانٹ شامل ہیں۔

⁴⁰ امدادی قیمت میں اضافے کے باوجود چھوٹے کاشت کاروں کو خطرہ ہے کہ منڈی میں گندم کی متوقع اضافی دستیابی کے باعث انہیں اپنی پیداوار کو کم قیمت پر فروخت کرنا پڑے گا۔

⁴¹ فروری میں یوریا کی فروخت میں 61 فیصد اور مارچ میں 38 فیصد کمی ہوئی۔

⁴² حکومت کی سرکاری قیمت فروخت کو وسط مارچ 2012ء میں بڑھا کر 1600 روپے کر دیا گیا۔

اپریل 2012ء کے وسط میں (اور بکثرت دستیابی کی مدت میں) حکومت نے موسم خریف کے لیے مزید 3 لاکھ ٹن یوریا درآمد کرنے کی اجازت دی جس سے کھاد کی صنعت کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ کھاد کو 1,600 روپے فی بوری فروخت کیا جاتا ہے جو کہ ایک بار پھر مقامی پیدا کاروں کی فروخت پر مزید منفی اثرات مرتب کرے گی۔ گیس کی قیمتوں میں اضافے اور اس کی رسد کے متعلق غیر یقینی صورتحال کے باعث ملکی پیدا کار فوری طور پر اس کی قیمت میں کمی نہیں کر سکتے۔ مزید برآں، حکومت نے یوریا کو درآمد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

توقع ہے کہ یوریا کی درآمد سے 11 ارب روپے کا مالیاتی اثر⁴³ اور زرمبادلہ پر 150 ملین ڈالر کا بوجھ پڑے گا اور اس سے ملک میں یوریا کے پہلے سے فاضل ذخیرے میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح، فصلوں کی قیمتوں میں اضافے کے بغیر اس صنعت کے امکانات خوشگوار نظر نہیں آتے کیونکہ قیمتیں بڑھنے سے ہی کھاد کی طلب میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

⁴³ اگر درآمد کردہ تمام یوریا کو 1600 روپے فی بوری کی سرکاری قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے تو کاشت کاروں کو جو اصل زراعت منتقل کیا جائے گا وہ 15 ارب روپے ہوگا۔ چونکہ اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ کاشت کار اس یوریا کو 1800 روپے فی بوری پر خریدیں گے، اس لیے کاشت کاروں کو زراعت کی جو رقم منتقل کی جائے گی وہ 4 ارب روپے سے بھی کم ہوگی جبکہ زراعت کے لیے مجموعی طور پر 11 ارب روپے منتقل کیے گئے ہیں۔

ضمیمہ 4: تعمیراتی سازوسامان کی صنعتیں⁴⁴

تعمیراتی سرگرمیوں میں زبردست تیزی آنے سے تعمیراتی سازوسامان کی طلب بڑھی جس نے اس کے نرخوں میں اضافہ ہوا، متعلقہ صنعتیں اب نمو پذیر ہیں اور ان میں نئی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ تعمیراتی سازوسامان کی صنعتوں میں، اکتوبر 2010ء سے مسلسل زوال پذیر رہنے کے بعد بالآخر بحالی کی علامات دکھائی دے رہی ہیں جو نازک ہونے کے باوجود وسیع البنیاد ہے۔ اگرچہ پاکستان اسٹیل ملز کی مایوس کن کارکردگی کی بنا پر، جو ناکارہ ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے، تعمیراتی سازوسامان کا مجموعی اشاریہ (بی ایم آئی)⁴⁵ اب بھی زوال کی تصویر پیش کر رہا ہے، تاہم اسٹیل ملز سے ہٹ کر نظر ڈالی جائے تو تعمیراتی سازوسامان کے مجموعی اشاریے میں مسلسل چار ماہ سے سال بسال نمو بھی دیکھی جا رہی ہے۔⁴⁶ اس سلسلے میں اہم باتوں کا خلاصہ ذیل میں دیا گیا ہے:

- 1- بلند طلب کی وجہ سے نرخ بڑھ رہے ہیں جن سے پیداواری عمل کو ہمیز مل رہی ہے۔ بعض صورتوں میں، جہاں فرموں کو بلند لاگت کے ساتھ کم طلب کا سامنا تھا، وہاں نرخوں کی اس مطابقت کی ضرورت بھی تھی۔⁴⁷
- 2- کئی صنعتوں میں تعمیر نو کا عمل جاری ہے جس سے توقع ہے کہ وسط سے طویل مدت کے دوران پیداوار بہتر ہو جائے گی۔ ساختی رد و بدل میں درج ذیل عوامل کا رفرما ہیں:

(الف) پاکستان اسٹیل ملز کے گھٹتے ہوئے کردار اور صنعت جہاز شکنی کے پھیلاؤ کے پیش نظر فولاد سازی کا شعبہ خود کو صورتحال کے مطابق ڈھال رہا ہے (دیکھئے باکس 4.1)۔

(ب) جن صنعتوں میں زیادہ توانائی استعمال ہوتی ہے (شیشہ، فولاد، اور سیمنٹ) ان کے پرانے اور ناکارہ پونٹ بندش کے خطرے سے دوچار ہیں جبکہ بڑے پیمانے کے پیداواری کارخانوں میں نیا سرمایہ لگنے کے ساتھ ساتھ پیداواری پرائسز کا انضمام بھی (فولاد سازی میں) عمل میں آ رہا ہے۔⁴⁸

(ج) آج کے صارفین کا جمالیاتی ذوق اپنے سے پہلوں کے مقابلے میں زیادہ ہے جس کا اثر یہ ہوا ہے کہ لکڑی اور

⁴⁴ یہ سیکشن ٹکنکٹ روٹ نے تحریر کیا ہے (tamkinat.rauf@sbp.org.pk)

⁴⁵ تعمیراتی سازوسامان کا مجموعی اشاریہ (بی ایم آئی) معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک پاکستان دفتر شماریات کا ڈیٹا استعمال کرتا ہے۔ بی ایم آئی میں سیمنٹ، فولاد، شیشہ، چپ بورڈ، پلائی وڈ، اور ٹھوس اور مائع پیٹ شامل ہیں۔ بڑے پیمانے کی مجموعی اشاریہ سازی میں بی ایم آئی کا حصہ 16.7 فیصد ہے، چنانچہ یہ یکساں کے بعد دوسرا سب سے بڑا صنعتی گروپ ہے۔

⁴⁶ دسمبر تا مارچ 2012ء کے دوران پاکستان اسٹیل ملز کو شامل کیے بغیر بی ایم آئی میں سال بسال نمو اوسطاً 1.5 فیصد رہی (مجموعی بی ایم آئی: 2.4-)، اس کے مقابلے میں جولائی تا نومبر 2011ء کے دوران اوسطاً 6 فیصد کی واقع ہوئی تھی (مجموعی بی ایم آئی: 7.9-)۔

⁴⁷ توانائی سے متعلق بلند لاگت اس کا بڑا سبب تھا۔ مثال کے طور پر شیشہ سازوں کو گیس جانے کے اوقات میں فرنس آئل استعمال کرنا پڑتا تھا جس سے پیداواری لاگت تقریباً دو گنی ہو جاتی تھی۔ ان مالی مشکلات کے باعث شیشے کا ایک کارخانہ گذشتہ برس عارضی طور پر بند کر دیا گیا۔

⁴⁸ 2012ء کے دوران سیمنٹ کی پیداواری گنجائش میں تین ملین میٹرک ٹن کا اضافہ ہوا جبکہ 10 مئی اور 11 مئی کے دوران تقریباً مساوی مجموعی گنجائش کے چھوٹے اور ناکارہ کارخانے بند ہو گئے۔ شیشہ سازی کے دو نئے کارخانے پیداوار شروع کرنے والے ہیں۔ فولاد کی بعض رولنگ ملز گھلاؤ کے لیے اپنی پھلیاں قائم کر رہی ہیں۔ ایک کولڈ رولنگ اور گیلوینائزیشن پلانٹ نے 2011ء میں کام شروع کر دیا جبکہ ایک اور کولڈ رولنگ مل 2012ء میں نصب ہو جائے گی۔ طوبائی اسٹیل ملز کے بھی مالی امور تقریباً طے ہو چکے ہیں اور وہ پیداوار جلد شروع کر دے گی۔

پینٹس کی صنعتوں میں مسابقت بڑھ گئی ہے۔ چپ بورڈ کو مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں میں ڈھالا جاسکتا ہے نیز اس کی قیمت بھی کم ہوتی ہے چنانچہ یہ پلائی وڈ کا متبادل بن رہا ہے۔ آرائشی رنگوں میں بڑھتے ہوئے اضافہ قدر کی وجہ سے مسابقت کے باوجود قیمت بڑھ رہی ہے۔⁴⁹ بلند قیمتوں کے باعث نئے سرمایہ کار کی اس جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔⁵⁰

بکس 4.1: نجی شعبے کی فولادی صنعت میں تنظیم نو

فولاد سازی کی صنعت میں بڑے پیمانے پر ردوبدل ہو رہا ہے، دراصل بدلتے ہوئے اقتصادی تحریکات کی وجہ سے یہ لازمی بھی ہو گیا تھا: (الف) پاکستان اسٹیل ملز کی مالی تباہی سے فولادی سلاخ سازی (billets) اور گھٹیلے ہوئے لوہے کی منڈی میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پُر کرنے کے لیے درآمدات کی گئیں۔ (ب) جہاز شکن کی صنعت گزشتہ دو سال میں تیزی سے پھیلی جس سے سستا خام مال فراہم ہوا حالانکہ فولاد کے عالمی نرخ چڑھے ہوئے ہیں^{51,52} جہاز کا 70 سے 90 فیصد اسکرپ روٹنگ صنعت استعمال کر لیتی ہے چنانچہ فولاد گھلانے والی وساطت صنعت کو کم طلب کا سامنا ہے۔ (ج) بجلی اور گیس کی بار بار بندش سے کاروبار کو بری طرح نقصان پہنچا ہے۔ مالی طور پر مستحکم یونٹ بجلی کے متبادل انتظام کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں تاہم ایسے حالات میں چھوٹی ملوں کی بقاء مشکل ہے۔

چنانچہ صنعت حالات کے مطابق سرمایہ کاری کر رہی ہے۔ اولاً، ایک دوسرے میں ضم (integrated) پلانٹس رواج پا رہے ہیں جو توانائی کا یکپارہ استعمال کرتے ہیں۔ ثانیاً، منڈی کے بلند قدر والے لشعبوں مثلاً کوئلہ رولڈ (cold-rolled) اور گیلوینائزڈ مصنوعات میں نجی شعبہ بھی داخل ہو رہا ہے جبکہ پہلے ان شعبوں پر پاکستان اسٹیل ملز کی اجارہ داری تھی۔

کوئی کاروبار شروع کرنے کی لاگت بلند ہو اور بجلی اور گیس کی فراہمی بھی غیر یقینی ہو تو یہ حوصلہ شکن حالات ہوتے ہیں، صنعت فولاد سازی بھی اسی مشکل سے گزر رہی ہے۔ خدا خدا کر کے مارچ 2012ء میں حکومت نے طویل انتظار کے بعد اس صنعت کے لگن ڈھانچے میں ردوبدل کیا ہے تو کچھ امید پیدا ہوئی ہے، اس طرح فولادی مصنوعات کے موثر نرخوں میں کچھ کمی آئے گی۔⁵³ اس کے نتیجے میں امید ہے کہ طلب کو بھی ہمیز ملے گی۔

⁴⁹ اضافہ قدر کی خدمات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ فروخت کے مقام پر رنگ تیار کر کے دیے جائیں اور رنگوں کے بارے میں پیشہ ورانہ مشورے دیے جائیں۔

⁵⁰ گزشتہ دو برسوں میں کم از کم دو نئے ادارے اس منڈی میں داخل ہوئے ہیں۔ جو سرمایہ کار زیادہ محتاط ہیں وہ منڈی کا جائزہ لینے کے لیے ابتدائی طور پر مصنوعات درآمد کر رہے ہیں۔

⁵¹ مئی 10ء کے دوران جب عالمی تجارت پرست ترین سطح پر چلی گئی تھی، دنیا بھر میں بڑی تعداد میں جہاز توڑے گئے اور اس سال 836 جہازوں کو توڑنے کے لیے درآمد کیا گیا۔ ایسے جہازوں کی درآمد مئی 10ء کے بعد سے اگرچہ گھٹ چکی ہے (مئی 11ء میں 142 جہاز درآمد کیے گئے اور جولائی تا دسمبر مئی 12ء میں 33 جہاز) تاہم پرانے جہازوں کا بہت سا سامان صنعت میں اب بھی دستیاب ہے۔

⁵² عالمی بینک کے ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ فولاد کی عالمی قیمتیں مئی 10ء سے تقریباً تو اتار سے بڑھی ہیں۔ ہاٹ رولڈ کے مارچ 2012ء کے نرخ جون 2009ء کے نرخوں سے 33.3 فیصد بلند ہیں، جبکہ rebar کی قیمتیں 34.7 فیصد بلند ہیں۔

⁵³ ایس آر او 332 اور 333 (1)/2012ء مورخہ 31 مارچ 2012ء کے تحت فولادی مصنوعات کی خریداری پر سبلیٹنگ کی رقم پر نظر ثانی کی گئی اور اسے 5,960 روپے فی میٹرک ٹن سے بڑھا کر 6,306 روپے فی میٹرک ٹن کر دیا گیا۔ فولاد سازی کی صنعت 6 روپے فی یونٹ بجلی کی شرح سے سبلیٹنگس ادا کرتی ہے۔ 2008ء میں ایف بی آر نے ٹیکس کی شرح 4.75 روپے سے بڑھا کر 6 روپے کر دی تھی تاہم قابل تاہم واپسی رقم (reimbursable) جوں کی توں رہنے دی تھی۔ چنانچہ فولاد سازی کی صنعت ابتدائی استعمال کنندگان سے 6,306 روپے فی میٹرک ٹن وصول کرتی تھی جبکہ قابل واپسی رقم 5.5 فیصد کم تھی۔ اس رقم کو اب دور کر دیا گیا ہے۔

خصوصی سیکشن: تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی۔ مسائل اور امکانات⁵⁴

پاکستان کو بیرون ملک سے رقم نہیں مل رہی چنانچہ اس تناظر میں تھری جی لائسنسوں کی نیلامی سے رقم حاصل ہونے کا بڑی شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا تاکہ اس طرح پاکستان کا بیرونی اور مالیاتی خسارہ پورا کیا جائے۔ جنوری 2012ء کے دوران اعلان کردہ پٹی اے کے نظام الاوقات کے مطابق تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی کی تاریخ 29 مارچ 2012ء مقرر کی گئی تھی، تاہم نیلامی ملتوی کر دی گئی اور مئی 12ء کے دوران اس کے انعقاد کا کوئی امکان نہیں۔

اب جبکہ رواں مالی سال کے دوران ان رقوم کی وصولی کے لیے کوئی عجلت نہیں ہے، پٹی اے کے پاس نیلامی کی شرائط اور ضوابط کو بہتر بنانے کا خاصا وقت ہے تاکہ نیلامی کے کمڈشرکاز زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور مستقبل کے لیے حکومت کو رقوم کی زیادہ سے زیادہ فراہمی ممکن بنائی جائے۔ اس سلسلے میں، پاکستان میں تھری جی موبائل سروسز کے آغاز سے متعلق ہمارے تجزیے کے اہم نتائج پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

- تھری جی موبائل آپٹیکل نیلامی سے حکومت کو بھاری رقوم مل سکتی ہیں۔⁵⁵ 210 ملین ڈالر کی بنیادی قیمت پر، نیلامی سے کم از کم 630 ملین ڈالر کی رقم حاصل ہو سکتی ہے۔

- سیلولر کمپنیوں کے مابین سخت مقابلے کی وجہ سے ان کی آمدنی میں نمونہ ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تھری جی ٹیکنالوجی کے ذریعے قدر اضافی کی خدمات، مثلاً انٹرنیٹ کی تیز رفتار سروس اور ویڈیو اسٹریمنگ متعارف کرا کے اس رجحان کو ختم کیا جائے۔

- اگرچہ موبائل انٹرنیٹ، جو کہ تھری جی کا بنیادی وصف ہے، کی پاکستان میں طلب کم ہے، اور سیلولر کمپنیوں کی مجموعی آمدنی میں انٹرنیٹ کے استعمال سے ہونے والی آمدنی کا حصہ بہت کم ہے، تاہم تھری جی برنس میں داخل ہونے کے حوالے سے ان کمپنیوں کے سامنے دو پہلو ہو سکتے ہیں: (الف) عین ممکن ہے کہ تھری جی برنس سے الگ رہنے والی سیلولر کمپنیوں کے بلند قدر کے حامل صارفین ان کمپنیوں کو چھوڑ دیں۔ (ب) نیلامیوں میں ناکام رہنے والی کمپنیوں کا منڈی میں حصہ ان کو حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ان دونوں باتوں کو پیش نظر رکھ کر ملک میں اس مرحلے پر موبائل انٹرنیٹ کی کم طلب کے باوجود تھری جی برنس شروع کرنے کے حق میں دلائل مل سکتے ہیں۔

- سیلولر کمپنیاں اپنے انفراسٹرکچر کو ترقی دے چکی ہیں اور تھری جی کے آغاز کے لیے انہیں لائسنس فیس کی ادائیگی کے علاوہ زیادہ سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

- تھری جی ٹیکنیکی طور پر زیادہ کارگزار ہے چنانچہ سیلولر کمپنیاں اپنے موجودہ صارفین کو خدمات فراہم کر کے ان خدمات کی طلب بڑھا سکیں گی (رسم سے طلب خود بخود پیدا ہوتی ہے)۔

- ملک میں موبائل انٹرنیٹ کی کم طلب کے پیش نظر تھری جی کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ صنعت میں مسابقتی ماحول لایا

⁵⁴ یہ سیکشن سید خرم سعیدی (sabina.kazmi@sbp.org.pk) نے تحریر کیا ہے۔

⁵⁵ سیلولر کمپنیوں اور مالی شعبے کے ساتھ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر کمپنیوں نے اپنے برنس پلان مرتب کر لیے ہیں اور تھری جی موبائل سروسز شروع کرنے کے لیے رقوم کا بندوبست کر لیا ہے۔ مکی موبائل کمپنیوں کے غیر ملکی مالکان نے بھی بتایا ہے کہ چند کمپنیاں تھری جی ٹیکنالوجی میں سرمایہ لگانے کے لیے اپنی سرپرست کمپنیوں سے رقوم کا بندوبست کر چکی ہیں۔

جائے۔ مسابقت نہ ہونے کی صورت میں ہمارا خیال ہے کہ کمپنیوں کو مناسب نرخ پر صارفین کو مسابقتی خدمات دینے کی ترغیب نہیں ملے گی۔

● تھری جی خدمات کی طلب بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ سستے تھری جی فون سیٹ اور اردو زبان میں موبائل ایپلی کیشنز دستیاب ہوں۔

● پاکستان کی آبادی میں نوجوانوں کا تناسب خاصا زیادہ ہے، چنانچہ اطلاعی و تفریحی مقاصد کے لیے تھری جی خدمات کی طاقتور طلب کا امکان موجود ہے۔ تاہم اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ نئی ایپلی کیشنز متعارف کرانے والی کمپنیاں اپنے کیا نرخ مقرر کرتی ہیں، خدمات کا معیار کیا ہوتا ہے، تھری جی خدمات کی مارکیٹنگ کس رفتار سے چلتی ہے۔

● سیلولر کمپنیوں کی آمدنی بتدریج بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ کمپنیاں فی الحال اپنے صارفین کو برقرار رکھنے پر اور خدمات کا معیار بہتر بنانے پر توجہ دے رہی ہیں۔

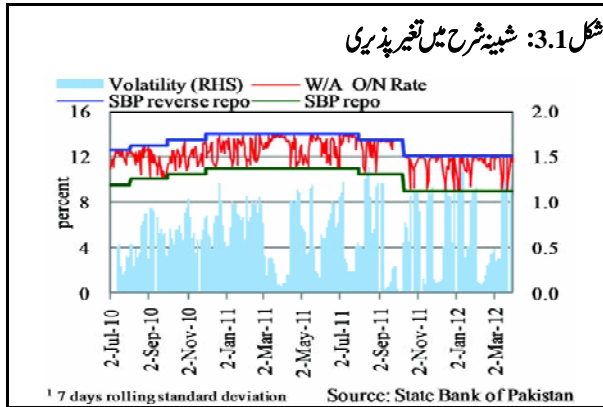
خلاصہ

ملک میں موبائل انٹرنیٹ کی طلب کم ہونے کے پیش نظر تھری جی کی کامیابی اس صنعت میں مسابقتی ماحول پر منحصر ہے۔ اگر مسابقت نہ ہوگی تو کمپنیاں بھی مناسب نرخوں پر خدمات فراہم کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لیں گی۔ اس تناظر میں پی ٹی اے کی جاری کردہ معلومات میں بیان کی گئی پیش کش کوئی کمپنی (نیلامی کے تین میں سے) صرف دو لائسنسوں کی بولی لگا سکتی ہے، صنعت میں مسابقت کی روح کے منافی معلوم ہوتی ہے۔

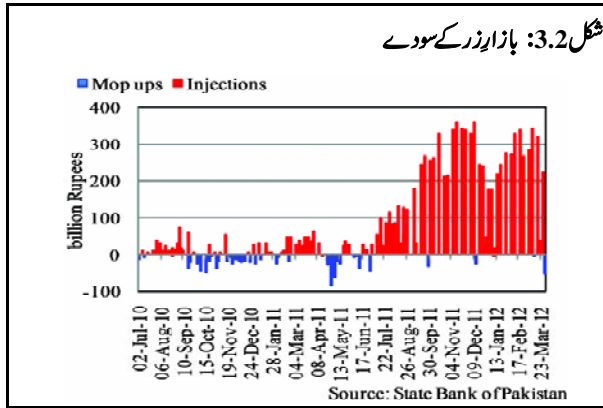
علاوہ ازیں نیلامی کے عمل میں زیادہ اور متواتر آمدنی حاصل کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ پی ٹی اے کی معلومات میں درج طریقے کے مطابق لائسنسوں کی رقم یکمشت وصول نہ کی جائے بلکہ (بولی کی نصف رقم کی ابتدائی ادائیگی کے بعد) قسطوں میں وصول کی جائے۔

3 گرائی وزری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ



جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کے دوران بیرونی کھاتے پر دباؤ اور مرکزی بینک سے حکومت کی بڑھتی ہوئی قرض گیری کے باوجود مرکزی بینک نے پالیسی ریٹ کو اکتوبر 2011ء میں کمی کے بعد برقرار رکھا ہوا ہے۔ اس 12ء میں گرائی 12 فیصد کے ہدف سے کم رہنے کی جوابدہائی علامات سامنے آئی تھیں انہوں نے اس پالیسی موقف کو برقرار رکھنے میں مدد دی۔ اسٹیٹ بینک کو امید تھی کہ حکومت مالیات پر کچھ قابو پائے گی اور شرح مبادلہ میں تھوڑی بہت چلک کے ساتھ بیرونی کھاتے پر دباؤ سے نمٹنا ممکن ہوگا۔

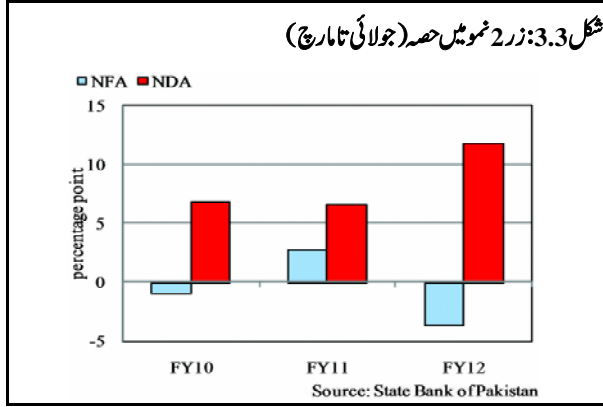


تاہم زری انتظام کافی دشوار ثابت ہوا، بیرونی خسارے کی وجہ سے ملکی سیالیت سکڑ گئی جبکہ فنڈز کے لیے حکومت کی بڑھتی ہوئی ضروریات نے منڈی میں روپے کی سیالیت کو مزید کم کر دیا۔ اسٹیٹ بینک کی طرف سے بازار زر کے سودوں کے ذریعے

سیالیت کے مستقل ادخال کے باوجود گزشتہ دوسہ ماہوں کے دوران ہوازن اوسط شبیہ شرح بدستور تغیر پذیر رہا (شکل 3.1 اور شکل 3.2)۔

فنڈز کے لیے حکومتی ضرورت کے حجم کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ بینک امانتوں میں نمو اور نجی شعبے کے قرضوں کی کم طلب⁵⁶ کے باوجود سیالیت میں معاونت کے لیے اسٹیٹ بینک کی ضرورت پڑی۔ جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران حکومت نے کمرشل بینکوں سے 343.7 ارب روپے (گردشی قرضے کے تصفیے کے لیے ایڈجسٹمنٹ کے بعد) قرضہ لیا جبکہ م 11ء کے اسی عرصے کے دوران 332.8 ارب روپے لیے تھے۔

⁵⁶ جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران بینکوں کی امانتوں میں 7.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 7.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔



چنانچہ ظاہر ہے، بینکوں نے سرمایہ کاری میں نجی شعبے کو مالکاری دینے میں دلچسپی نہیں لی۔

حکومت نے صرف کمرشل بینکوں ہی سے قرض گیری نہیں کی بلکہ جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے بھی 199.1 ارب روپے قرضے لیے، نتیجتاً وہ م س 12ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے صفر قرض گیری کے وعدے پر قائم نہ رہ سکی جس کا اسٹیٹ بینک کے ترمیم شدہ

ایکٹ 2012ء اور اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی اعلانات میں بار بار ذکر کیا گیا تھا۔⁵⁷

بینکوں سے قرض گیری پر بھاری انحصار کی وجہ یہ تھی کہ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت متوقع رقوم اور تھری جی لائسنس کی نیلامی سے آمدنی نہ ہو سکی جبکہ پی ٹی سی ایل کی نج کاری کے بقایا جات بھی اب تک نہیں مل سکے ہیں۔ اس صورتحال میں اگر اسٹیٹ بینک منڈی کو سیالیت کی مدد ختم کر دیتا تو حکومتی قرض گیری کا بوجھ کمرشل بینکوں سے اتر کر اسٹیٹ بینک پر آ پڑتا۔⁵⁸ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ معاملات مالیاتی کھاتے میں ساختی کمزوریوں کی عکاسی کرتے ہیں، جن کے لیے ایسی قابل اعتماد حکمت عملی کی ضرورت ہے جو مالیاتی خسارہ کم کرے یا بیرونی مالکاری کو ترغیب دے۔

3.2 زری مجموعے

بیرونی اور مالیاتی کھاتوں پر مسلسل دباؤ نے زری مجموعوں کی نمو پر بھی اثرات مرتب کیے تھے۔ گزشتہ مالی سال جولائی تا مارچ کے دوران رسد زری نمویں ملکی اور بیرونی دونوں اثاثوں کا حصہ تھا، تاہم رواں سال اس عرصے کے دوران صورتحال برعکس رہی اور زری کی 8.1 فیصد نموساری کی ساری ملکی ذرائع سے ہوئی جبکہ زرمبادلہ کے ذخائر استعمال ہونے کی وجہ سے بیرونی اثاثے منڈی کی سیالیت کی مسلسل نکاسی کرتے رہے (شکل 3.3)۔

خالص بیرونی اثاثے

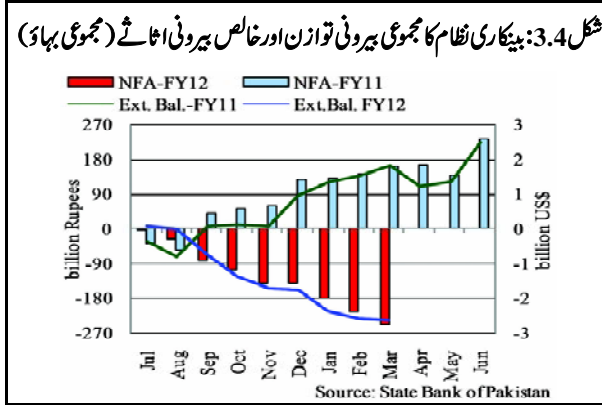
بیرونی کھاتے پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے باعث بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران مسلسل گھٹتے رہے (شکل 3.4)۔ مجموعی طور پر خالص بیرونی اثاثوں میں 244.4 ارب روپے کمی واقع ہوئی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 162.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خالص بیرونی اثاثوں پر دباؤ زیادہ رہا۔

اسٹیٹ بینک نے بیرونی کھاتے کی صورتحال سے شرح مبادلہ میں ہونے والے اضافی اتار چڑھاؤ کو قابو کیا۔⁵⁹ خصوصاً جولائی تا مارچ م س

57 تفصیلات کے لیے مالیاتی شعبے پر کیٹین دیکھئے۔

58 یہ بات اہم ہے کہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے سیالیت کی عارضی اعانت توسیعی مدت تک جاری رکھنا گرائی کی مالکاری کے مترادف ہے تاہم سیالیت کے قلیل مدتی مسئلے کو کم کر کے اسٹیٹ بینک نے کمرشل بینکوں سے قرض گیری کی سہولت دی۔ حالیہ عرصے میں بازار زر کے سودوں کے بڑھے ہوئے حجم سے یہ بات واضح ہے۔

59 مزید تفصیلات کے لیے باب 5 بیرونی کھاتے دیکھئے۔



12ء کے دوران اسٹیٹ بینک نے 275 ملین ڈالر خالص زرمبادلہ فراہم کیا جبکہ گزشتہ سال 2850 ملین ڈالر کی خالص خریداری کی تھی (جدول 3.1)۔ نتیجتاً اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 200.1 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی جو مئی 11ء کی اسی مدت کے دوران 169 ارب روپے اضافے کے بالکل برعکس ہے۔

خالص ملکی اثاثے

جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں 13.4 فیصد اضافہ دیکھا گیا جبکہ گزشتہ سال یہ اضافہ 7.3 فیصد تھا (جدول 3.2)۔ خالص ملکی اثاثوں میں اس اضافے کی بڑی وجہ میزانیہ قرض گیری کے علاوہ اجناسی قرضوں کی پست واپسی تھی۔ بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں پر اثر انداز اہم عوامل کا تجزیہ ذیل میں کیا گیا ہے۔

جدول 3.1: بازار مبادلہ میں خالص مداخلت		
ملین امریکی ڈالر		
م 12ء	م 11ء	
600	225	پہلی سہ ماہی
-275	1225	دوسری سہ ماہی
-600	1400	تیسری سہ ماہی
-275	2850	جولائی تا مارچ
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

میزانیہ اعانت کے لیے حکومتی قرض گیری

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے مالکاری کا بوجھ، بیرونی رقوم نہ ملنے کی وجہ سے ملکی وسائل پر آ پڑا۔ چونکہ قرض گیری کے غیر بینک ذرائع پر حکومت کا کنٹرول محدود ہے، چنانچہ پورے کا پورا بوجھ بینکوں پر آ گیا۔ نتیجتاً بینکوں سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری زیر جائزہ مدت کے دوران بڑھ کر 932.8 ارب روپے کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی۔ زیادہ تر قرض گیری کمرشل بینکوں سے کی گئی تاہم حکومت نے قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک سے بھی رجوع کیا جو گرانی بڑھانے کا راستہ ہے (جدول 3.2)۔

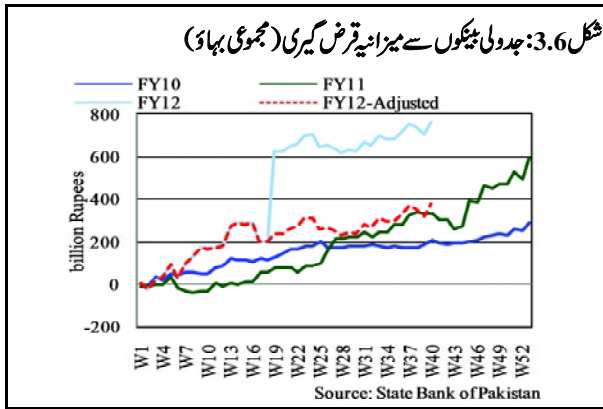
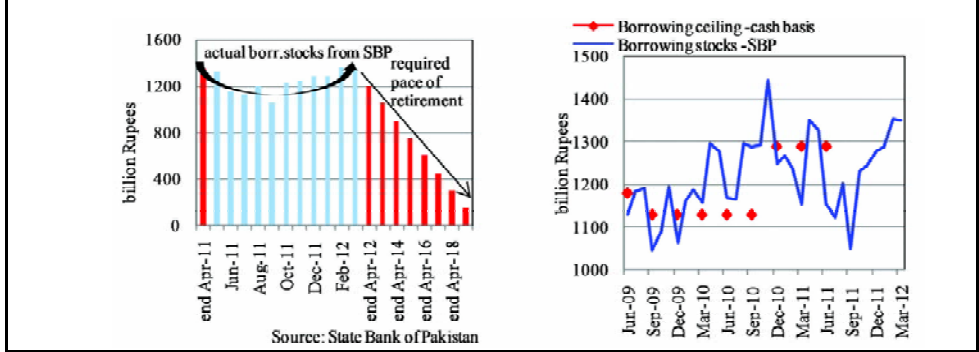
مجموعی معیشت کے لیے خسارے کی تسلیک کے خطرناک نتائج کے پیش نظر مارچ 2012ء میں قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں قانون ساز اداروں نے، مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری محدود کرنے کی منظوری دی۔ اسٹیٹ بینک کے ایکٹ میں ایک نیا سیکشن متعارف کیا گیا جس میں کہا گیا کہ: (1) اسٹیٹ بینک سے وفاقی حکومت کی قرض گیری ہر سہ ماہی کے اختتام پر صفر پر لانی چاہیے، (2) حکومتی قرض گیری کا 30 اپریل 2011ء تک کا واجب الادا اسٹاک 8 برس کے اندر ادا کیا جائے گا، اور (3) اگر وفاقی حکومت نے قرض گیری کی سہ ماہی حد کی خلاف ورزی کی تو وزیر خزانہ پارلیمنٹ کو اس کی تفصیلی وضاحت دیں گے۔

جدول 3.2: زری مجموعے میں تبدیلیاں						
بہاؤ ارب روپے میں، نمو فیصد میں						
م 12ء			م 11ء			
جولائی تا مارچ	جنوری تا مارچ	جولائی تا دسمبر	جولائی تا مارچ	جنوری تا مارچ	جولائی تا دسمبر	
545.4	166.0	379.4	542.8	24.4	518.4	زرو سچ (زرر)
8.1	2.3	5.7	9.4	0.4	9.0	زرر نمو
-244.4	-104.5	-139.9	162.5	35.7	126.8	خالص بیرونی اثاثے
-31.3	-16.3	-17.9	29.8	5.3	23.2	خالص بیرونی اثاثوں میں نمو
-200.1	-77.4	-122.6	169.0	64.8	104.2	اسٹیٹ بینک
-44.3	-27.0	-17.3	-6.5	-29.0	22.5	جدولی بینک
789.8	270.5	519.3	380.3	-11.3	391.7	خالص ملکی اثاثے
13.4	4.2	8.8	7.3	-0.2	7.5	خالص ملکی اثاثوں میں نمو
381.2	143.6	237.6	91.7	-38.7	130.5	اسٹیٹ بینک
408.6	126.9	281.7	288.6	27.4	261.2	جدولی بینک
جس میں شامل ہیں:						
840.6	148.7	691.9	200.2	-61.0	261.2	حکومتی قرض گیری
932.8	176.7	756.0	318.0	9.5	308.5	میزانہ اعانت کے لیے
199.1	81.8	117.3	-14.8	-107.2	92.4	اسٹیٹ بینک
733.7	95.0	638.7	332.8	116.7	216.1	جدولی بینک
-92.9	-29.4	-63.5	-121.6	-71.7	-49.9	اجتناسی سرگرمیاں
56.8	144.2	-87.3	259.8	79.9	179.9	غیر سرکاری شعبہ
200.5	7.0	193.5	229.8	66.5	163.4	محلی شعبے کو قرضے
-144.3	137.2	-281.5	29.6	13.9	15.7	پی ایس ایز کو قرضے
-107.7	-22.4	-85.3	-79.7	-30.3	-49.4	دیگر اشیاء منہا کر کے
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری پر یہ پابندیاں بالکل نئی ہرگز نہیں ہیں۔ ماضی میں بھی حکومت نے قرض گیری کو متفقہ حدود میں رکھنے کے اسٹیٹ بینک سے وعدے کیے تھے جو کہ اکثر آئی ایم ایف پروگرام کا حصہ تھے (شکل 3.5 الف)۔ اس مرتبہ حکومت نے ان حدود کو خود اسٹیٹ بینک کے ایکٹ کا حصہ بنادیا ہے۔ اگرچہ حالیہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت مارچ میں ختم ہونے والی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی سہ ماہی حد کو پورا نہیں کر سکتی تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ جب حکومت اپنے وعدے من و عن پورے کرے گی تو صورتحال میں بہتری آئے گی۔

واجب الادا قرض اسٹیٹ بینک کو واپس کرنے کے حوالے سے حکومت کو اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے ہر سال 150 ارب روپے واپس کرنے ہیں، اور اس کے لیے یہ شرط بھی قبول کرنی پڑے گی کہ حکومت اگلے 8 برس تک اسٹیٹ بینک سے کوئی قرض گیری نہیں کرے گی (شکل 3.5 ب)۔ یہ ہدف حاصل کرنے کے لیے حکومتی اخراجات میں سخت نظم و ضبط لانا ہوگا اور ٹیکس محاصل میں اضافے کے لیے متفقہ کوششوں کی ضرورت ہوگی۔

شکل 3.5: الف: اسٹیٹ بینک سے خالص میزانیہ قرض گیری کا اسٹاک
شکل 3.5: ب: حکومت کی اسٹیٹ بینک سے اصل بمقابلہ مطلوبہ قرض گیری کی رفتار



اسٹیٹ بینک کے علاوہ کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران 733.7 ارب روپے تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال کے مقابلے میں دو گنی سے بھی زائد ہے۔ اس قرض گیری کا بڑا حصہ م 12ء کی دوسری سہ ماہی میں گردش قرضے کے جزوی تصفیے کے لیے کی جانے والی ایک بارگی ادائیگی میں استعمال ہوا تھا۔⁶⁰ اس ایک بارگی ادائیگی کو منہا کر کے دیکھا جائے تو کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری 343.7 ارب

روپے رہی جو کہ گذشتہ سال کے 332.8 ارب روپے سے معمولی سی زیادہ ہے (شکل 3.6)۔

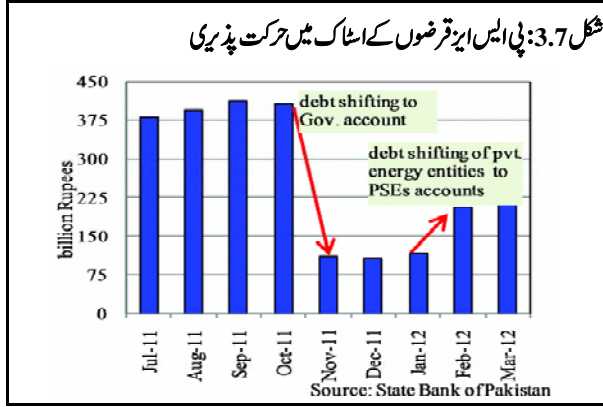
سرکاری اداروں کو قرضے

گردشی قرضوں کے جزوی تصفیے سے سرکاری شعبے کے اداروں کے واجب الادا قرضوں میں تیزی سے کمی آئی اور مزید قرضوں کے لیے گنجائش بنی۔ مزید برآں اس سے نجی شعبے پر سازگار اثر پڑا، نقد رقم کی قلت میں مبتلا نجی شعبے کے توانائی کے اداروں سے 93.4 ارب روپے کے واجبات فروری 2012ء میں سرکاری شعبے کے اداروں (پاور ہولڈنگ کمپنی) کو منتقل ہو گئے۔ نتیجتاً م 12ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے اداروں کے قرضے 137.2 ارب روپے ہو گئے (شکل 3.7) جبکہ جولائی تا مارچ م 12ء کے مجموعی اعداد و شمار سرکاری شعبے کے اداروں کی قرض گیری میں 144.3 ارب روپے کی خالص کمی ظاہر کرتے ہیں جبکہ گذشتہ سال اس عرصے کے دوران 29.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

اجناسی مالکاری

جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران اجناسی قرضوں کی 92.9 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ گذشتہ سال 121.6 ارب روپے واپس ہوئے

⁶⁰ تفصیلات کے لیے م 12ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ دیکھئے۔



تھے۔ گندم کی مالکاری کے تحت قرضوں کی کم واپسی ہوئی جبکہ چینی اور کھاد کی خریداری کے لیے اضافی قرض گیری کی بنا پر قرضوں کی وہ واپسی پست رہی جو عموماً ہر سال جولائی تا مارچ میں نظر آتی ہے۔

مزید برآں گندم کے اگلے سیزن کے لیے حکومت نے نہ صرف خریداری کا ہدف بڑھا دیا ہے بلکہ گندم کی امدادی قیمت 950 روپے سے بڑھا کر 1,050 روپے فی 40 کلوگرام کر دی ہے۔ اس طرح

خریداری کے رواں سیزن میں اضافی 202.1 ارب روپے کے قرضوں کی ضرورت ہوگی (جدول 3.3)، تاہم م س 10ء اور م س 11ء میں خریداری کے ہدف اور اصل خریداری کے درمیان فرق کو دیکھتے ہوئے توقع ہے کہ قرض گیری کی اصل ضروریات کم رہیں گی۔⁶¹

جدول 3.3: گندم کی خریداری کے کاروبار میں سرکاری ایجنسیوں کی شرکت									
مقداری اہداف			مطلوبہ مالکاری*			اصل خریداری		اصل مالکاری	
ملین ٹن			ارب روپے			ملین ٹن		ارب روپے	
م س 10ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 10ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 10ء	م س 11ء	م س 10ء	م س 11ء
4.0	3.5	4.0	95.0	83.1	105.0	3.72	3.2	83.9	68.7
1.5	1.3	1.3	35.6	30.9	34.1	1.497	1.4	34.0	31.2
0.1	0.07	0.1	2.4	1.7	2.6	0.068	0.1	1.0	0.0
0.3	0.4	0.3	7.1	9.5	7.9	0.3	0.2	7.1	4.5
1.6	1.5	2.0	38.0	35.6	52.5	1.127	1.3	21.7	28.6
7.5	6.8	7.7	178.1	160.8	202.1	6.7	6.2	147.8	133.0
* امدادی قیمت اور دستیاب ہدف پر مبنی									
ماخذ: بینک دولت پاکستان									

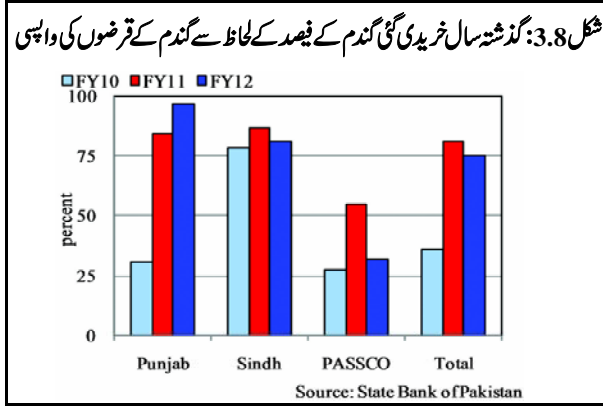
ایجنسی کی سطح کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کے محکمہ خوراک نے گزشتہ خریداری کے سیزن میں لیے گئے تقریباً 100 فیصد قرضہ واپس کر دیا ہے۔⁶² دوسری جانب سندھ کا محکمہ خوراک اور پاکستان پینے و اجبات کا معقول حصہ بھی واپس نہیں کر سکے ہیں جو خریداری کے اگلے سیزن میں ان کے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے (شکل 3.8)۔

نجی شعبے کے قرضے

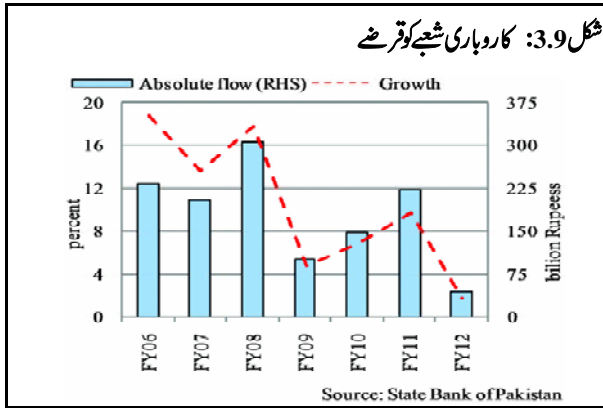
اکتوبر 2011ء میں پالیسی ریٹ میں کمی کے بعد قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود گرنے کے باوجود جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران نجی شعبے

⁶¹ یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ رواں سال گندم کی خریداری کے لیے کمرشل بینکوں کا کنسورٹیم 175 ارب روپے فراہم کرنے پر رضامند ہوا ہے۔

⁶² تاہم پنجاب کے محکمہ خوراک کے پاس 2 میٹرک ٹن سے زائد گندم کا اسٹاک ہے اور گندم کا 121 ارب روپے کا واجب الادا قرضہ ہے۔



کے قرضے کم ہو کر 6.4 فیصد رہ گئے جبکہ گزشتہ سال 7.6 فیصد رہے تھے۔ نجی شعبے کے قرضوں میں نجی کاروباری قرضے 1.8 فیصد کی معمولی شرح سے بڑھے جو گزشتہ دس برسوں میں پست ترین شرح نمو ہے (شکل 3.9)۔ زمرے کے لحاظ سے قرضوں کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران پیشتر کی جاری سرمائے اور تجارتی قرضوں میں واقع ہوئی جبکہ اس عرصے کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں بحالی دیکھی گئی (جدول 3.4)۔



اشیا سازی کے اداروں کو قرضے

مایوس کن رہے:

جولائی تا مارچ م س 12ء میں شعبہ اشیا سازی کے قرضے گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں تیزی سے کم ہو گئے۔ قرضوں میں یہ کمی وسیع البہنا دہی کیونکہ ٹیکسٹائل، چینی، چاول، سینٹ، مشینری و آلات جیسی اہم صنعتیں متاثر ہوئیں (جدول 3.5)۔

جدول 3.4: کاروباری شعبے کے قرضوں میں بہاؤ								
ارب روپے								
جولائی تا مارچ		تیسری سرمایہ		دوسری سرمایہ		تہی سرمایہ		
م س 12ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 11ء	
42.9	222.1	-43.2	31.9	181.3	220.6	-95.3	-30.4	کاروباری شعبے کے قرضے
37.2	156.2	-62.3	24.9	145.7	164.0	-46.2	-32.7	جاری سرمایہ
22.0	125.4	22.8	52.4	70.1	107.6	-70.8	-34.6	موی مالکاری
5.7	19.9	-6.4	-2.0	22.8	26.4	-10.7	-4.5	چاول
4.8	53.0	45.0	68.9	-4.8	11.5	-35.4	-27.4	چینی
11.5	52.5	-15.8	-14.5	52.1	69.6	-24.7	-2.7	کپاس
12.2	0.6	20.6	-7.5	14.0	12.9	-22.4	-4.8	معینہ سرمایہ کاری
-6.4	64.9	-1.4	14.1	21.7	43.7	-26.8	7.1	تجارتی مالکاری
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

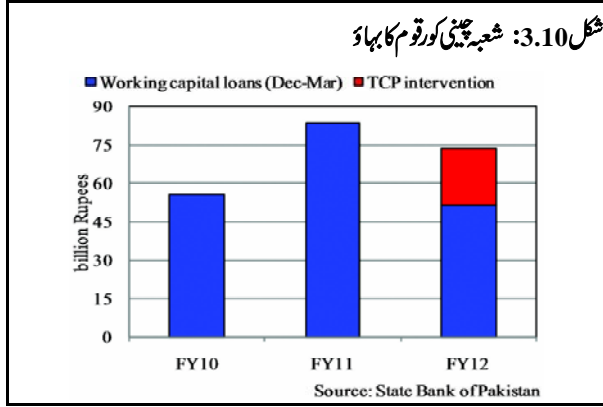
جدول 3.5: اشیا سازی کے قرضوں میں کمی کے ذرائع (جولائی تا مارچ)					
ارب روپے					
م 12ء	م 11ء	م 10ء	م 09ء	م 08ء	
65.0	205.3	95.0	88.4	193.1	مجموعی اشیا سازی
22.8	82.4	44.3	33.5	23.4	غذائی مصنوعات و مشروبات
7.5	17.7	16.5	13.7	19.8	چاول کی پروسیسنگ
8.8	62.0	29.7	17.2	4.0	چینی
16.4	105.5	32.9	1.4	94.2	ٹیکسٹائل
16.4	93.9	31.1	2.0	71.8	اسپننگ، ویونگ اور ٹیکسٹائل کی فینیشنگ
15.8	52.5	19.6	9.1	41.8	اسپننگ
-0.3	25.9	6.7	-5.7	13.6	ویونگ
0.9	15.5	4.7	-1.4	16.5	فینیشنگ
8.8	2.0	2.2	5.5	15.6	کوک اور کشید شدہ پیرویلیم مصنوعات
9.7	-2.1	14.3	26.0	17.3	کیمیکلز اور کیمیکل مصنوعات
8.8	-0.9	9.8	22.2	7.1	کھاد
-8.0	4.3	-0.2	10.2	3.8	غیر دھاتی معدنی مصنوعات
-11.0	4.7	-0.3	8.1	2.3	سیمنٹ
7.9	1.0	-2.0	-3.3	3.8	بنیادی دھاتیں
0.8	4.0	1.8	-0.7	3.2	مشینری و آلات
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

رواں سال ٹیکسٹائل شعبے نے خاصے قرضے واپس کیے، کپاس کی قیمتیں پست رہیں اور برآمدی کارکردگی بھی کمزور ہونے کی وجہ سے قرضوں کی طلب سست رہی۔ سیمنٹ کی خردہ قیمتوں میں تیزی سے اضافے کے سبب اس صنعت کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا جس سے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب کم ہو گئی۔

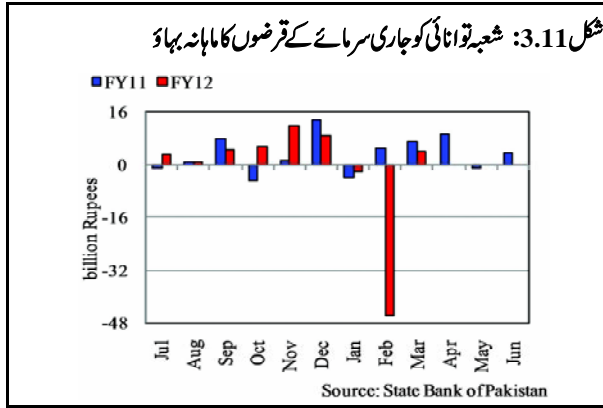
حکومتی مداخلت نے جاری سرمائے کی ضروریات کو تبدیل کر دیا:

جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران حکومت نے کھاد اور چینی کے شعبوں میں خاصی مداخلت کی جس سے ان شعبوں کو قرضوں کے بہاؤ پر اثر پڑا۔ دسمبر تا مارچ م 12ء کے دوران چینی کی صنعت کو جاری سرمائے کا موٹی بہاؤ 51.6 ارب روپے رہا جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران یہ 83.5 ارب روپے تھا۔ چینی کی مقامی قیمتیں پست ہونے کی وجہ سے شوگر مل مالکان اپنا اسٹاک فروخت کرنے کو تیار نہ تھے چنانچہ انہیں قرضے کی زیادہ ضرورت بھی نہیں پڑی۔

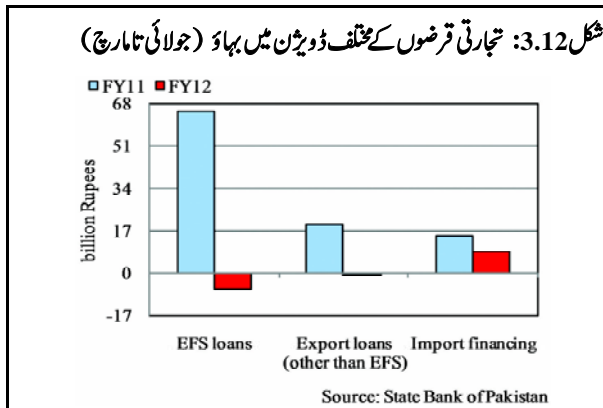
مزید برآں گنے کی کچل کاری میں بھی تاخیر ہوئی۔ اس کی تلافی کے لیے حکومت نے منڈی میں مداخلت کی اور ٹی سی پی کے ذریعے 4.75 ملین ٹن چینی خرید لی۔ اس سے نہ صرف منڈی کی قیمتوں میں استحکام آیا بلکہ صنعت کی نقد رقم کے بہاؤ میں بھی بہتری آئی (شکل 3.10)۔



ادھر یورپا درآمد کرنے کے سرکاری فیصلے سے صنعت کی جاری سرمائے کی ضروریات بڑھ گئیں۔ درآمد شدہ 1.45 ملین ٹن یورپا کی رعایتی نرخوں پر دستیابی کے باعث ملک میں یورپا کی رسد بڑھ گئی اور کھاد ساز کمپنیاں اپنی ملکی مصنوعات منڈی میں فروخت نہ کر سکیں۔ اس سے ان کمپنیوں میں قلیل مدتی قرضوں کی طلب پیدا ہوئی۔

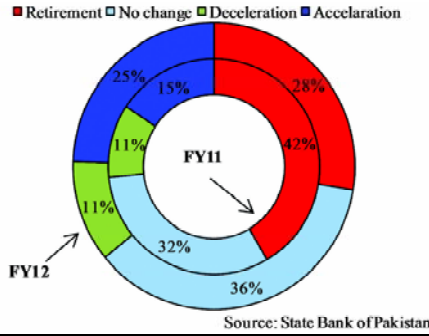


بجلی کے نجی اداروں کے قرضوں میں مطابقت سے جاری سرمائے کی ضروریات میں سست روی آئی:
جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران شعبہ توانائی نے 7.8 ارب روپے کا قرضہ واپس کیا جبکہ گذشتہ سال 25.6 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ قرضے کی زیادہ تر واپسی فروری 2012ء میں ہوئی۔ اس کا سبب آئی پی پیز کی قابل وصولی رقوم کی پہلے بیان کردہ یک بارگی مطابقت ہے (شکل 3.11)۔



تجارتی مالکاری قرضوں کی وسیع البنیاد واپسی
جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران تجارتی مالکاری قرضوں خصوصاً برآمدی مالکاری کی طلب کم رہی۔ برآمدات میں سست روی کے علاوہ اہم بیرونی کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر گھٹنے کے باعث بیرونی کرنسی میں قرضوں کی رقم بڑھ گئی، چنانچہ اس مدت کے دوران 33.6 ارب روپے کے درآمدی قرضے واپس کیے گئے (شکل 3.12)۔

شکل 3.13: معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کرنے والی صنعتوں کے تعزذ کی تقسیم

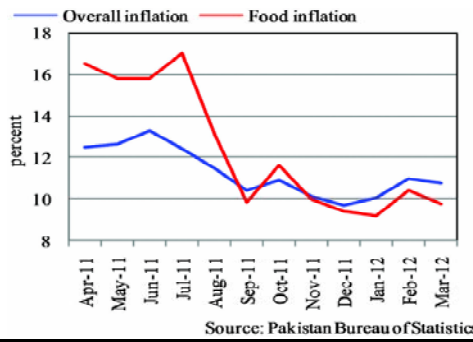


معینہ سرمایہ کاری قرضے پست

ترین سطح تک پہنچ گئے

نچی کاروباری قرضوں میں جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران مجموعی طور پر کمی کے باوجود معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں کچھ بحالی دیکھی گئی۔ قرضوں کی تفصیلات سے ظاہر ہے کہ معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ وسیع البہد ہے، نہ صرف قرضہ واپس کرنے والے شعبوں کی تعداد کم ہوئی ہے بلکہ مزید شعبہ اب طویل مدتی قرضے لے رہے ہیں (شکل 3.13)۔⁶³

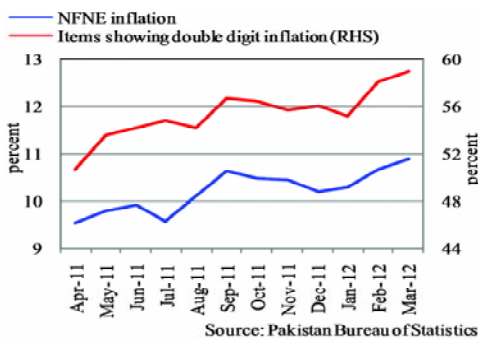
شکل 3.14: گرامی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں رجحانات



3.3 گرامی

عمومی گرامی دسمبر 2011ء میں قلیل عرصے کے لیے دو ہندسی سطح سے گر گئی تاہم مجموعی طور پر م س 12ء کی تیسری سہ ماہی میں 10 فیصد پر برقرار رہی (شکل 3.14)۔ گرامی کی سطح میں مذکورہ بحالی متوقع بھی تھی کیونکہ گرامی کے استقلال کی مبادیات نہیں بدلی ہیں۔ تیل کی عالمی قیمتیں بڑھنے اور گیس کے نرخوں پر نظر ثانی کے علاوہ جس چیز سے توانائی کی لاگت بڑھی وہ سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک سے حکومت کی قرض گیری میں اضافہ اور موسم سرما میں گیس کی قلت سے مجموعی رسد پر پڑنے والا اثر تھا۔

شکل 3.15: قوزی گرامی اور نفوذ



قوزی گرامی کارخانہ تشویش کا باعث رہا ہے۔ دوسرے، نئے اشاریے کی تشکیل کے بعد مختلف اجناسی گروپوں میں گرامی کا نفوذ بلند ترین سطح پر پہنچ چکا ہے (شکل 3.15)۔ ہمارے خیال میں اس سے پتہ چلتا ہے کہ گرامی کی توقعات معیشت میں کسی حد تک راسخ ہو چکی ہیں۔

63 روڈ ٹرانسپورٹ، لوہا اور فولاد کی صنعت، برقی آلات اور خوردنی تیل و گھی اور دیگر ایسے شعبے ہیں جنہوں نے معینہ سرمایہ کاری قرضے کی نئی طلب ظاہر کی۔

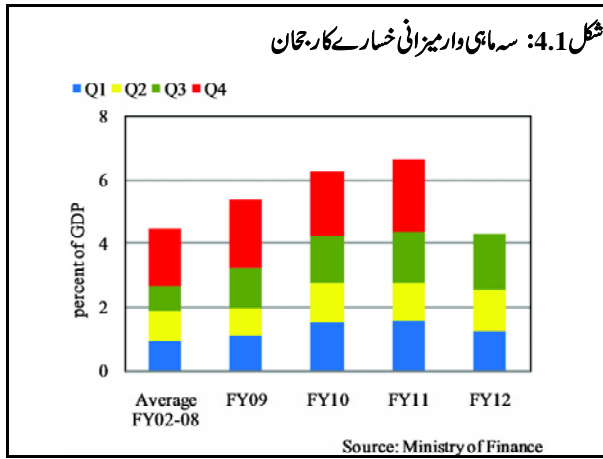
قوزی گرائی کا رجحان پاکستان میں رواں سال ایک اور سیلاب آنے کے اندیشوں کی بنا پر بھی پریشان کن ہے۔ اگر غیر غذائی غیر توانائی گرائی موجودہ سطح پر برقرار رہے اور رسد میں ایک اور تعطل کی بنا پر غذائی گرائی بڑھ جائے تو بحیثیت مجموعی گرائی پہلے سے زیادہ ہونے کا امکان ہے۔ گذشتہ دو سیلابوں کے دوران غیر غذائی غیر توانائی گرائی اپنی موجودہ سطح سے کم رہی تھی۔⁶⁴ دوسرے، ایسے رسدی دھچکے سے گرائی کے حوالے سے گھرانوں کی توقعات مزید پختہ ہوں گی جس سے بحیثیت مجموعی گرائی کو تقویت ملے گی۔

آخر مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری میں اضافے (یعنی کرنسی نوٹوں کی چھپائی) سے گرائی کی توقعات مزید بڑھیں گی۔ تیل کی عالمی قیمتیں اور روپے کی شرح مبادلہ وہ عوامل ہیں جو مستقبل میں گرائی کے رجحان کا پتہ دیں گے۔

64 اگست 2010ء میں غیر غذائی غیر توانائی گرائی 8.39 فیصد اور جولائی 2011ء میں 9.57 فیصد تھی۔

4 مالیاتی اقدامات اور سرکاری قرضہ

4.1 مالیاتی اقدامات



ایک اور مالی سال معیشت کے مالیاتی ڈھانچے میں کسی نمایاں تبدیلی کے بغیر گزر جانے والا ہے۔ تازہ ترین معلومات کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کے دوران میزانی خسارہ جی ڈی پی کے 4.3 فیصد کے برابر رہا جو گزشتہ سال کی طرح ہے۔ حکومت نے طے کیا تھا کہ م س 12ء کے مالیاتی خسارے کو جی ڈی پی کے 4.7 فیصد تک محدود رکھا جائے گا، یہ ہدف گزشتہ سال پورے کیے گئے ہدف یعنی 6.6 فیصد سے خاصا کم ہے۔

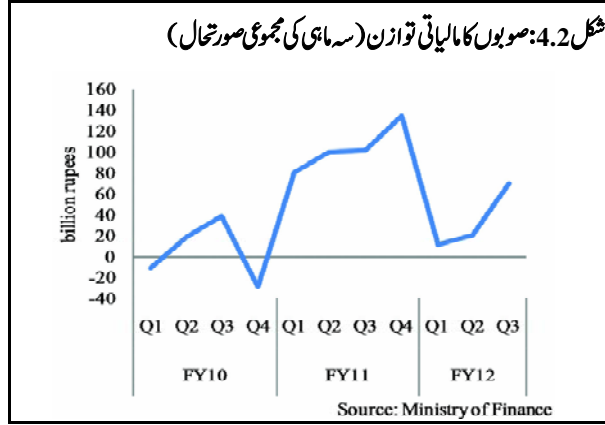
عام رجحان یہی رہا ہے کہ آخری سہ ماہی کے دوران مالیاتی دباؤ بلند ترین سطح پر ہوتا ہے (شکل 4.1) چنانچہ پورے مالی سال کا میزانی خسارہ ہدف سے آگے نکلنے کا امکان ہے۔ تاہم بعض پیکائشوں سے اندازہ ہو جائے گا کہ خسارہ گزشتہ سال کی سطح سے بڑھ جائے گا یا نہیں۔ مثال کے طور پر:

- 1- م س 12ء کا بجٹ اس خوش گمانی کی بنیاد پر بنایا گیا تھا کہ ٹیکس محاصل بڑھ جائیں گے، اتحادی سپورٹ فنڈ سے وصولیاں ہوں گی، اور تھری جی ایکٹیکٹرم لائسنسوں کی نیلامی سے آمدنی ہوگی۔ ایف بی آر نے جولائی تا مارچ مالی سال 12ء کے دوران ٹیکس محاصل میں اگرچہ 25.2 فیصد کی سال بسال نمو حاصل کر لی ہے تاہم سالانہ ہدف پورا کرنے کے لیے یہ ناکافی ہو سکتی ہے۔⁶⁵ اسی طرح تھری جی لائسنسوں سے اور اتحادی سپورٹ فنڈ سے وصولیاں بھی توقع کے مطابق نہیں رہیں۔ مزید برآں، پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی سے آمدنی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران 38 ارب روپے ہوئی جو 120 ارب روپے کے سالانہ ہدف سے خاصی کم ہے۔⁶⁶

- 2- محاصل کے حوالے سے اس بے یقینی کے عالم میں جاری اخراجات پر بعض بندشیں عین متوقع تھیں خاص کر اس لیے بھی کہ

⁶⁵ تیسری سہ ماہی کے اختتام تک ایف بی آر اپنے سالانہ ہدف کا صرف 65 فیصد حاصل کر سکا تھا جبکہ گزشتہ برسوں کے اوسط کے مطابق اس وقت تک وہ 69 فیصد ہدف پورا کر چکا تھا۔ اس تناظر میں ایف بی آر کو ٹیکس وصولی کا اپنا سالانہ ہدف پورا کرنے میں خاصی دشواری ہوگی۔

⁶⁶ فی الحال پی ڈی ایل ایندھن کے فی لٹر استعمال پر مقررہ شرح سے وصول کی جاتی ہے موٹر گاڑیوں پر 10 روپے، ایچ او بی سی پر 14 روپے، مٹی کے تیل پر 6 روپے، لائٹ ڈیزل آئل پر 3 روپے۔ تاہم تیل کے بلند عالمی نرخوں کا اثر کھٹانے کے لیے حکومت زیادہ تر مقررہ شرح سے کم رقم وصول کرتی آئی ہے۔ پیٹرولیم مصنوعات کے نرخ گزشتہ برس سے زیادہ ہونے کے سبب ان کی طلب سست پڑ گئی، نیز کوئٹہ اور مہس بھی عوامی ایندھن استعمال کرنے لگی ہیں۔



حکومت بجٹ میں مختص ترقیاتی اخراجات کو پوری طرح استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔⁶⁷ تاہم بجلی کے شعبے کو زراعت، سیلاب متاثرین کو ادائیگیوں، اور عمومی سرکاری اخراجات سمیت جاری اخراجات کے پیش نظر اب یہ حکومت کے عزم کا امتحان ہے کہ وہ اس 12ء کے باقی رہ جانے والے مہینوں میں اپنے اوپر مالیاتی بندشیں عائد کرتی ہے یا نہیں۔

3۔ دوسری طرف، صوبوں سے توقع کی جارہی تھی کہ وہ دوران سال 125 ارب روپے کی فاضل رقم حاصل کریں گے تاہم بظاہر وہ یہ ہدف پورا نہیں کر سکیں گے۔ صوبے جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران صرف 69.9 ارب روپے فاضل رقم جمع کر سکے ہیں جو کہ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے کے دوران جمع ہونے والے فاضل 101.8 ارب روپے سے خاصے کم ہیں (شکل 4.2)۔

خسارے کی مالکاری کا جو طریقہ اپنایا گیا ہے وہ زیادہ تشویش ناک ہے۔ بیرونی مالکاری چونکہ محدود ہو چکی ہے اس لیے حکومت نے رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں ملکی ذرائع، خصوصاً بینکوں پر بھاری انحصار کیا ہے۔ اگرچہ تیسری سہ ماہی میں غیر بینک قرض گیری میں بھی تیزی آئی تاہم اگلے مہینوں میں اس کا تسلسل غیر یقینی ہے۔

جدول 4.1: مالی سال 12ء میں مالکاری کے اجزائے ترکیبی				
ارب روپے				
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی مجموعہ	مالکاری
257.2	275.3	362.3	894.9	مالکاری
-4.4	38.4	13.4	47.4	بیرونی
261.6	237.0	348.9	847.5	ملکی
142.1	54.4	207.2	403.7	غیر بینک قرض گیری
119.5	182.5	141.8	443.8	بینک سے قرض گیری
-103.5	227.9	70.8	195.2	اسٹیٹ بینک
223.0	-45.4	71.0	248.6	جدولی بینک
ماخذ: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے				

مزید برآں، اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی خود عائد کردہ سہ ماہی حد یعنی نصف قرض گیری کی بھی حکومت نے مہینوں 12ء کی تیسری سہ ماہی تک دوسری بار خلاف ورزی کی ہے۔⁶⁸ تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے 70.8 ارب روپے قرض لیے جبکہ دوسری سہ ماہی میں 227.9 ارب روپے لیے تھے۔ جیسا کہ جدول 4.1 سے ظاہر ہے، جولائی تا مارچ مہینوں 12ء میں اسٹیٹ بینک سے مجموعی قرض گیری 195.6 ارب روپے ہے۔

⁶⁷ گذشتہ سال ترقیاتی اخراجات میں بڑی کٹوتی کے باوجود خسارہ جی ڈی پی کا 6.6 فیصد رہا تھا (حقیقی ترقیاتی اخراجات میرا پے میں مختص رقم کا 70 فیصد تھے)۔

⁶⁸ سرکاری قرض گیری کے بارے میں مزید جاننے کے لیے باب 3 دیکھئے۔

جدول 4.2: اخراجات کی تفصیل (جولائی تا مارچ)				
ہدف کا فیصد حصہ		ارب روپے		
م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	
70.8	69.9	2,634.3	2,278.5	مجموعی اخراجات
72.4	75.8	2,154.1	1,909.8	جاری اخراجات
جس میں سے				
78.9	72.6	624.5	507.4	سودی ادائیگی
70.3	75.8	348.0	335.1	دفاع
		36.5	39.3	سماجی خدمات *
57.1	38.5	421.0	282.2	ترقیات
58.7	40.4	375.6	246.5	پی ایس ڈی پی
46.8	79.9	45.4	35.7	دیگر (شامل پی آئی ایس پی)
		6.9	70.5	خالص قرض کاری
* اس میں صحت، تعلیم، تفریح اور سماجی تحفظ پر اخراجات شامل ہیں۔				
ماخذ: وزارت خزانہ				

جدول 4.3: گیس اور غیر گیس آمدنی (جولائی تا مارچ)				
ہدف کا فیصد حصہ		ارب روپے		
م 12ء	م 11ء	م 12ء	م 11ء	
60.6	62.0	1739.4	1495.3	مجموعی آمدنی
63.8	62.8	1371.6	1117.6	گیس آمدنی
جس میں سے				
31.8	51.5	38.2	56.6	پیٹرولیم لیوی
51.1	59.7	367.9	377.7	غیر گیس آمدنی
جس میں سے				
32.9	30.5	40.3	36.3	سود اور منافع منقسمہ
77.0	67.6	154.0	125.0	اسٹیٹ بینک کا منافع
6.2	51.3	7.3	68.5	دفاع
58.9	73.0	14.7	21.9	گیس پر ترقیاتی سرچارج
62.8	141.3	15.8	17.0	خام تیل پر رعایت
94.3	86.1	45.3	40.9	تیل/گیس پر رائلٹی
ماخذ: وزارت خزانہ، ایف بی آر				

خسارے کی تسکین پر حد سے زیادہ انحصار اور قلیل مدتی قرض گیری کا بڑھتا ہوا حصہ ظاہر کرتا ہے کہ جاری مالیاتی صورتحال پائیدار نہیں ہے خصوصاً اس لیے بھی کہ اجرائے ثانی کے خطرات بڑھ رہے ہیں اور گرانہ کی توقعات مستقلاً موجود ہیں۔ حکومت کے ایک حالیہ اقدام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مالیاتی آمدنی بڑھانے والے اقدامات کے بجائے نجکاری سے زائد رقوم حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دے رہی ہے۔⁶⁹

4.2 اخراجات

جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران مجموعی اخراجات 15.6 فیصد بڑھے جبکہ گزشتہ سال اس عرصے میں 12.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس بلند نمو کا سبب ترقیاتی اخراجات میں اضافہ تھا جو تقریباً 50 فیصد بڑھ گئے (جدول 4.2)۔

گزشتہ برسوں کے برعکس اس سال وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے ترقیاتی منصوبوں میں زیادہ رقوم استعمال کیں۔ اگرچہ ایسے اخراجات سے ملک کی طویل مدتی نمو بہتر ہونی چاہیے تاہم اس سے سال کی آخری سہ ماہی میں ماکاری کا دباؤ بھی پیدا ہو جائے گا۔

4.3 محاصل

جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران مجموعی محاصل میں نمو 16.3 فیصد رہی جبکہ گزشتہ برس 6.7 فیصد رہی تھی۔ تاہم اس بلند نمو کے باوجود محاصل کا محض

60.6 فیصد سالانہ ہدف وصول کیا جاسکا جبکہ اب صرف ایک سہ ماہی کا وقت بچا ہے (جدول 4.3)۔

⁶⁹ کانینہ کمیٹی برائے نجکاری نے مارچ 2012ء کے تیسرے ہفتے میں پاکستان پیٹرولیم لیمنڈ (پی پی ایل) میں 2.5 فیصد سرکاری حصص فروخت کرنے کی منظوری دی۔ حکومت دوسرے سرکاری اداروں مثلاً نیشنل بینک، کوٹ ادو پاور کمپنی، اسٹیٹ لائف انشورنس، پاک عرب ریفرنسری کمپنی وغیرہ کے بھی سرکاری حصص فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اس نمونے میں بنیادی سبب ٹیکس وصولی تھا، غیر ٹیکس وصولی سست رہی جس کی اہم وجہ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت ہدف سے کم رقم کی وصولی تھی۔ غیر ٹیکس محاصل کی ایک اہم مد اسٹیٹ بینک کا منافع ہے، اس منافع کی منتقلی جولائی تا مارچ مہ 11ء کے مقابلے میں رواں مالی سال کے اسی عرصے کے دوران زائد رہی۔

ایف بی آر ٹیکس

جولائی تا مارچ مہ 12ء کے دوران ایف بی آر نے ٹیکس وصولی میں 25.5 فیصد سال بسال نمو حاصل کی جو مہ 11ء کے اسی عرصے میں ہونے والی 12.2 فیصد نمو سے نمایاں طور پر بہتر ہے۔ گزشتہ تین سہ ماہیوں کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ حالیہ اضافے کو سبب ٹیکس کے درآمدی جز اور براہ راست ٹیکسز سے بڑی مدد ملی (جدول 4.4)۔

جدول 4.4: جولائی تا مارچ مہ 12ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی						
ارب روپے						
خالص وصولی		سالانہ ہدف		فیصد نمو		
مہ 11ء	مہ 12ء	مہ 11ء	مہ 12ء	مہ 11ء	مہ 12ء	
381.6	478.7	626.9	743.6	11.5	25.4	براہ راست ٹیکس
422.7	568.4	633.4	836.7	13.9	34.5	سبب ٹیکس
212.0	312.9	-	-	22.6	47.6	درآمدات سے متعلق
210.7	255.5	-	-	6.3	21.3	ملکی
89.1	84.8	137.4	165	5.5	-4.8	وفاتی آبکاری محصول
12.4	6.6	-	-	31.6	-46.5	درآمدات سے متعلق
76.7	78.2	-	-	2.3	-1.9	ملکی
126.8	148.5	184.9	206.4	13.5	17.2	کشم ڈیوٹی
1020.1	1280.4	1558	1952.3	12.2	25.5	مجموعہ

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

اگرچہ یہ نمو امید افزا ہے تاہم یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ حالیہ وصولی اولین تین سہ ماہیوں کے مجموعی ہدف سے 131.3 ارب روپے کم ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ماضی کے برخلاف جب ایف بی آر نظر ثانی کے بعد اپنا سالانہ ہدف کم کر لیا کرتا تھا، اس سال ہدف تبدیل نہیں ہوا۔

ایف بی آر ٹیکس وصولی کا سالانہ ہدف 1,952 ارب روپے رکھتے ہوئے طریقہ کار میں کچھ بہتری بھی لایا تا کہ ٹیکس چوری میں کمی کی جائے۔ بالخصوص سات لاکھ نئے ٹیکس گزاروں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کا ہدف تھا جن سے اضافی 70 سے 80 ارب روپے وصول کیے جانے تھے، تاہم ایف بی آر نے نئے ٹیکس گزاروں سے اب تک ایک ارب روپے سے بھی کم وصول کر رہا ہے۔

سالانہ ہدف میں یہ بھی فرض کیا گیا تھا کہ ایف بی آر خدمات پر جی ایس ٹی وصول کرے گا تاہم حکومت سندھ نے اٹھارہویں ترمیم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، خدمات پر جی ایس ٹی اپنے نظام سے خود اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ حکومت سندھ کی جانب سے خدمات پر جی ایس ٹی کی وصولی بھی ایف بی آر کے ہدف اور حقیقی وصولی میں فرق کی ایک وجہ ہے۔

4.4 صوبائی مالیاتی کھاتے

صوبے میں 12ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر 125 ارب روپے فاضل رقم ظاہر کرنے کے پابند تھے، اب جبکہ تین سہ ماہیاں گزر چکی ہیں یہ فاضل رقم 69.9 ارب روپے یعنی سالانہ ہدف کے 56 فیصد تک پہنچ سکی ہے (جدول 4.5)۔

جدول 4.5: صوبائی مالیات برائے جولائی تا مارچ										
ارب روپے										
مجموعی	بلوچستان		خیبر پختونخوا		سندھ		پنجاب		مجموعی	
م11ء	م12ء	م11ء	م12ء	م11ء	م12ء	م11ء	م12ء	م11ء	م12ء	
932.0	794.6	97.8	92.3	158.9	153.9	263.8	209.5	411.5	338.8	مجموعی آمدنی
762.2	654.5	78.5	74.4	123.3	100.9	205.3	182.8	355.1	296.3	وفاقی آمدنی میں حصہ
57.6	42.8	.8	0.8	2.4	2.0	26.7	18.2	27.8	21.7	ٹیکس
35.9	43.2	3.3	1.3	2.8	19.9	10.8	5.0	19.0	17.0	غیر ٹیکس آمدنی
76.2	54.1	15.2	15.7	30.4	31.0	20.9	3.5	9.6	3.9	وفاقی قرضے اور منٹھلیاں
862.1	692.7	81.9	63.7	137.7	109.2	235.8	199.7	406.7	320.2	مجموعی اخراجات
687.1	576.6	65.3	51.3	101.9	86.9	202.0	170.5	317.8	267.8	جاری
174.9	116.1	16.5	12.3	35.8	22.2	33.8	29.2	88.8	52.4	ترقیاتی
69.9	101.8	15.9	28.6	21.2	44.7	27.9	9.9	4.8	18.6	مجموعی توازن
0.34	0.56	0.08	0.16	0.10	0.25	0.14	0.05	0.02	0.10	بطور فیصدی ڈی پی
ماخذ: وزارت خزانہ										

تمام صوبوں میں پنجاب کی فاضل رقم سب سے کم اور سندھ کی سب سے زیادہ ہے۔ دراصل سندھ کی مالیاتی حیثیت یوں بھی بہتر ہوئی کہ اس نے خدمات پر سب ٹیکس خود وصول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اٹھارہویں ترمیم میں صوبوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اپنے وسائل خود اکٹھا کریں تاہم دوسرے صوبوں نے حاصل جمع کرنے میں کچھ زیادہ پیش رفت نہیں کی۔

4.5 سرکاری قرضہ

جولائی تا مارچ م12ء کے دوران بلند مالیاتی خسارے اور گردش قرضے کے تصفیے کے سبب 1.3 ٹریلین روپے کے تیز رفتار اضافے سے سرکاری قرضے کا بوجھ مارچ 2012ء کے اختتام پر 12.3 ٹریلین روپے تک جا پہنچا (جدول 4.6)۔ سرکاری قرضے میں اس نمو کا سبب حکومت کے ملکی قرضے کا تیزی سے بڑھنا تھا جس میں جولائی تا مارچ 2012ء کے دوران 1.2 ٹریلین روپے کا تاریخی اضافہ ہوا۔⁷⁰ بیرونی قرضوں کی آمد سٹر جانے اور آئی ایم ایف کے قرضوں کی تسلیک کے نتیجے میں، توقع کے مطابق بیرونی قرضوں کا حجم آخر جون 2011ء کے مقابلے میں زیر جائزہ عرصے کے دوران 1.6 ارب ڈالر گر گیا۔

م12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی قرض گیری، خصوصاً تین ماہی ٹی بلز، سرکاری مالکاری کا اہم ذریعہ تھی (جدول 4.7)۔⁷¹

⁷⁰ رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں بجلی اور اجناس کے شعبے میں گردش قرضے کے 391 ارب روپے کا ایک بارگی تصفیہ بھی اس میں شامل ہے۔

⁷¹ م12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹی بلز سے حاصل ہونے والی مجموعی رقم میں تین ماہی تسکات کا حصہ 38.6 فیصد تھا جبکہ م12ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان کا حصہ اوسطاً 7.3 فیصد رہا تھا۔

جدول 4.6: قرضوں کا خاکہ								
ارب روپے								
مطلق تبدیلی								
م 12ء			م 11ء			اختتام پر حجم		
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	مارچ 12ء	جون 11ء	
416.6	363.4	322.7	70.7	282.7	556.4	13,248.8	12,146.0	مجموعی قرضے اور واجبات
442.9	420.4	324.9	256.6	308.3	577.1	12,712.7	11,524.5	مجموعی قرضہ
478.2	334.9	232.8	182.0	367.5	288.8	7,474.5	6,428.6	ملکی
341.0	641.7	207.6	167.9	335.9	304.7	7,207.2	6,017.0	سرکاری
137.2	-306.8	25.2	14.1	31.6	-15.9	267.3	411.5	سرکاری ادارے
-35.3	85.5	92.2	74.6	-59.2	288.3	5,238.2	5,095.9	بیرونی
-26.3	-56.9	-2.2	-68.9	-25.7	-20.7	536.1	621.5	مجموعی واجبات
-29.3	-60.9	-2.8	-71.7	-22.9	-27.5	306.5	399.5	ملکی
3.0	3.9	0.6	2.8	-2.9	6.8	229.6	222.0	بیرونی
یادداشتی اجزا								
296.7	729.3	268.1	231.8	288.8	587.2	12,289.5	10,995.5	سرکاری قرضہ ¹
296.7	338.3	268.1	231.8	288.8	587.2	11,898.5	10,995.5	ایڈجسٹ کیا گیا سرکاری قرضہ ²
1 سرکاری قرضے میں حکومت کا ملکی اور بیرونی قرضہ، آئی ایم ایف کا قرضہ اور بیرونی واجبات شامل ہیں۔ یہ وزارت خزانہ کی جانب سے بتائے گئے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہے کیونکہ ان اعداد و شمار میں فنی قرضہ، قلیل مدتی کثیر جہتی قرضہ اور بیرونی واجبات شامل نہیں ہوتے۔								
2 ایڈجسٹ کیے گئے سرکاری قرضے میں گردش قرضے کے تصفیے کے لیے نومبر 2011ء میں ہونے والے ایک بارگی اضافے کا اثر شامل نہیں								
ماخذ: اسٹیٹ بینک								

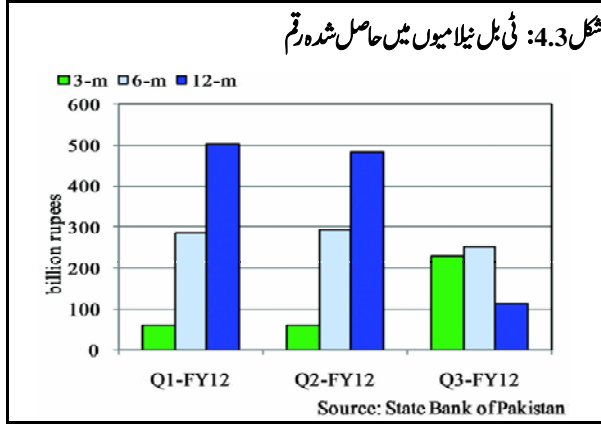
حکومت کا ملکی قرضہ

جدول 4.7: حکومت کا ملکی قرضہ					
ارب روپے					
م 12ء میں تبدیلی			اختتام پر حجم		
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	مارچ 2012ء	جون 2011ء	
341	641.7	207.6	7207.2	6017	ملکی
90.9	281.9	56.2	1553.6	1124.4	مستقل
259.1	325.9	106.5	3926.9	3235.4	رواں
-9.1	33.9	44.8	1725.4	1655.8	غیر فنڈ
0	0	0	1.4	1.4	بیرونی کرنسی آلات
ماخذ: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک					

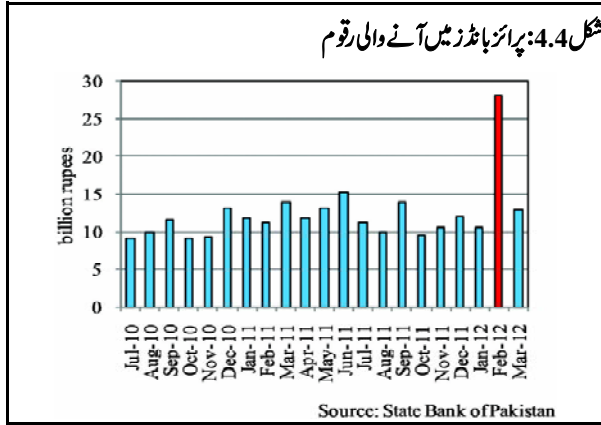
رواں قرضہ

م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے میں 75 فیصد اضافہ رواں قرضے (یعنی سرکاری تمسکات کا اجرا) کی بنا پر ہوا، تاہم م 12ء کی دوسری سہ ماہی کی طرح تیسری سہ ماہی میں بھی ٹی بلز میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری ہدف سے کم رہی۔ نتیجتاً اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری م 12ء تیسری سہ ماہی میں بھی جاری رہی۔

سرکاری تمسکات میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری پر کئی عوامل اثر انداز ہوتے ہیں: (الف) منڈی میں سیالیت کی صورتحال، (ب) پالیسی ریٹ پر بینکوں کا نقطہ نظر، (ج) ثانوی بازار میں لین دین، اور (د) اثاثوں اور واجبات میں تفاوت کو دور کرنے کی ضرورت، وغیرہ۔ م 12ء کی دوسری سہ



ماہی سے منڈی میں سیالیت کی قلت نے سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کی بینکوں کی اہلیت کو محدود کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں، اکتوبر 2011ء سے پالیسی ریٹ میں استحکام اور گرانی کی توقعات میں استقلال کی بنا پر اب بینک پالیسی ریٹ کے برقرار رہنے کی پیش بینی کرنے لگے ہیں (یابہ امر مجبوری یہ بڑھ سکتا ہے)۔ احساسات میں اس تبدیلی نے بینکوں کے رویے پر دو طرح سے اثر ڈالا ہے: اولاً، ثانوی بازار میں تمسکات کا لین دین کرنے میں بینکوں کو زیادہ دلچسپی نہیں ہے، چنانچہ سرکاری تمسکات میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری کم ہو گئی ہے۔ ثانیاً، م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بینکوں نے طویل مدت کے مقابلے میں تین ماہی ٹی بلوں میں زیادہ دلچسپی لی جبکہ رواں مالی سال پہلی دو سہ ماہیوں میں معاملہ برعکس تھا (شکل 4.3)۔

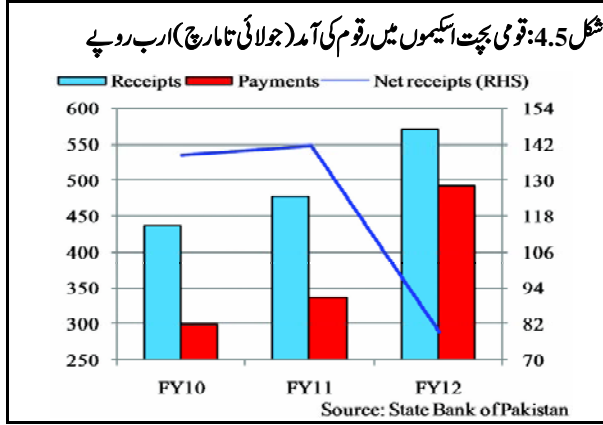


مستقل قرضہ
قرض گیری کی بڑھتی ہوئی حکومتی ضروریات کے باعث جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران مستقل

قرضے کے حجم میں 429.1 ارب روپے کا بھاری اضافہ ہوا جس سے ملکی قرضے میں مستقل قرضے کا حصہ آخر جون 2011ء کے 18.7 فیصد سے بڑھ کر آخر مارچ 2012ء میں 21.6 فیصد ہو گیا۔ اس میں 195 ارب روپے کے پانچ سالہ پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کا اجرا بھی شامل ہے جو م 12ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران گردش قرضہ کے تصفیے کے لیے کیا گیا تھا۔ حکومت نے پی آئی بی کے علاوہ تین سالہ اجارہ سکو کے اجرا سے جولائی تا مارچ 2012ء کے دوران 108.4 ارب روپے بھی اکٹھا کیے تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ، پرائز بانڈ کے حجم میں بھی آخر جون 2011ء کے مقابلے میں زیر جائزہ عرصے کے دوران 41.3 ارب روپے کا معقول اضافہ ہوا، اس میں سے تقریباً 42 فیصد اضافہ فروری 2012ء میں درج کیا گیا۔ اس کا سبب فروری 2012ء میں مرکزی محکمہ قومی بچت کی جانب سے 25 ہزار روپے کے نئے پرائز بانڈ کا اجرا تھا چنانچہ اس ماہ بھاری رقم حکومت کو ملی (شکل 4.4)۔

غیر فنڈ قرضہ
قومی بچت اسکیموں میں بھاری سرمایہ کاری کے باوجود جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران غیر فنڈ قرضے میں خالص وصولیاں گزشتہ سال کے اسی



عرصے کے مقابلے میں کم ہو گئیں (شکل 4.5)۔ اس کا سبب ان اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی لگانے کا سرکاری فیصلہ تھا جو اپریل 2011ء میں کیا گیا اور اس کے بعد ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو بھاری ادائیگیاں کی گئیں۔ اکتوبر 2011ء اور جنوری 2012ء میں قومی بچت اسکیموں کی شرح منافع گرنے کے باوجود نئی وصولیوں میں بھاری کمی نہیں دیکھی گئی۔

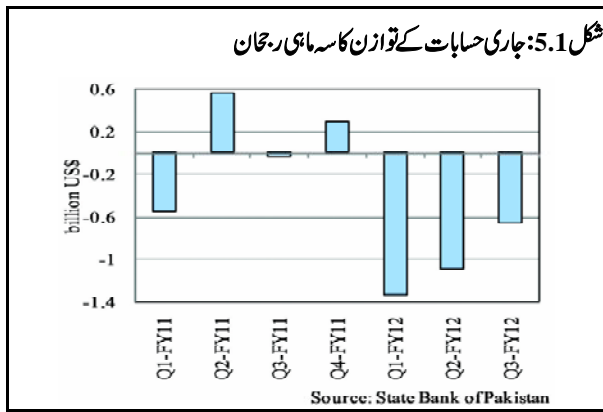
ملکی قرضے پر سودی ادائیگیاں

ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں میں جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران 25.7 فیصد سال بسال کی تیز رفتار شرح سے اضافہ ہوا۔ م س 12ء کی پہلی ششماہی میں بینکوں کی توجہ 12 ماہی ٹی بلز پر رہی جس سے حکومت کو تیسری سہ ماہی میں رواں قرضے پر کم سودی ادائیگیاں کرنی پڑیں اور یوں اسے کچھ سہارا ملا (جدول 4.8)۔ تاہم حال میں بینکوں نے سہ ماہی ٹی بلز پر توجہ دینی شروع کی ہے، دوسرے گردش قرضے کے تصفیے کے لیے جاری کردہ پی آئی بیز پر سودی ادائیگیوں کے باعث قرض چکانے کے بوجھ میں م س 12ء کی آخری سہ ماہی میں خاصی تیز نمو آنے کا امکان ہے۔

جدول 4.8: سودی ادائیگیاں					
ارب روپے					
م س 12ء			جولائی تا مارچ		
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	م س 12ء	م س 11ء	
52.3	27.1	33.0	112.4	65.4	مستقل قرضہ
81.3	99.7	77.0	258.0	248.3	رواں قرضہ
38.2	58.9	34.8	131.9	124.9	ایم ٹی بیز
1.5	2.1	5.0	8.6	28.5	تین ماہی
19.0	52.9	23.7	95.6	27.6	چھ ماہی
17.7	3.9	6.1	27.7	68.8	بارہ ماہی
43.1	40.8	42.2	126.1	123.4	ایم آر ٹی بیز
92.3	59.0	55.4	206.8	145.3	غیر فنڈ قرضہ
226.0	185.9	165.3	577.1	459.0	مجموعی ملکی قرضہ
ماخذ: اسٹیٹ بینک					

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ



تیسری سہ ماہی کے دوران پاکستان کے بیرونی کھاتے کی اہم ترین پیش رفت اس میں توقع سے کم بگاڑ ہے (شکل 5.1)۔ خصوصاً مالی سال 2012ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کا خسارہ 0.7 ارب ڈالر رہا جو گزشتہ دو سہ ماہیوں کے خساروں سے خاصا کم تھا (جدول 5.1)۔ یہ بہتری زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران کثیر مقدار میں ترسیلات زر کی آمد اور نسبتاً کم تجارتی خسارے کی مرہون منت ہے۔

تاہم، جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران بیرونی حسابات کا مجموعی خسارہ 2.7 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو مہینوں کی اسی مدت میں 1.8 ارب ڈالر فاضل رہا تھا۔ جیسا کہ ہمارے گزشتہ جائزوں میں کہا گیا تھا کہ مہینوں کی فاضل رقم کا باعث یکبارگی عوامل تھے، جنہیں جوں کا توں برقرار رکھنا مشکل تھا۔⁷²

جاری حساب میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت متوقع رقم ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہیں۔ جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران مالی اور سرمایہ کھاتوں میں بھی فاضل رقم کم تھی۔ اگرچہ پراجیکٹ گرانٹس میں اضافہ ہوا⁷³ تاہم اس مدت کے دوران تھری جی (3G) لائسنسوں کی نیلامی سے آمدنی اور پی ٹی سی ایل کی نجکاری سے بقایا جات حاصل نہیں ہو سکے۔

چنانچہ پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران دباؤ کا شکار رہے۔ مارچ 2012ء کے آخر تک مجموعی ذخائر 1.7 ارب ڈالر کی سطح پر آئے، جس کے ساتھ ساتھ 16.5 ارب ڈالر ہو گئے جبکہ شرح مبادلہ میں اختتام جون 2011ء کی سطح سے 5.2 فیصد کمی واقع ہوئی۔

⁷² پاکستان کے جاری حسابات کے توازن میں چھ سال تک مسلسل خسارے کے بعد مہینوں میں فاضل رقم آئی۔ یہ غیر معمولی کارکردگی کیس کی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے کی وجہ سے تھی، جو ریکارڈ برآمدی آمدنی اور تجارتی خسارے کو قابو میں رکھنے کا باعث بنا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقم کی آمد نے بھی جاری حساب کی بہتری میں کردار ادا کیا۔

⁷³ سرمایہ کھاتے میں منصوبہ جاتی گرانٹ، جو جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران 89 ملین ڈالر تھیں، جولائی تا مارچ مہینوں کے دوران بڑھ کر 167 ملین ڈالر ہو گئیں۔

جدول 5.1: بیرونی حسابات کا خلاصہ					
ارب ڈالر					
م 12ء			م 11ء		
تیسری سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	جولائی تا مارچ	جولائی تا مارچ	جولائی تا مارچ
-0.7	-1.1	-1.3	-3.1	0.0	الف۔ جاری حسابات کا توازن
-3.8	-3.7	-4.2	-11.7	-8.2	(i) تجارتی توازن
6.3	5.9	6.1	18.3	17.7	برآمدات
10.0	9.7	10.3	30.0	25.8	درآمدات
-0.8	-0.6	-0.7	-2.1	-1.1	(ii) خدمات کا کھاتہ
-0.7	-0.9	-0.6	-2.3	-2.2	(iii) آمدنی کا کھاتہ
4.5	4.2	4.2	12.9	11.4	(iv) جاری منقلیات
3.4	3.0	3.3	9.7	8.0	ترسیلات زر
0.4	0.0	0.6	1.0	1.8	ب۔ مالی سرمایے کا توازن
0.1	0.3	0.3	0.6	1.2	(i) براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
0.0	-0.1	0.0	-0.1	0.2	(ii) بیرونی جزو دانی سرمایہ کاری
0.3	-0.1	0.3	0.5	0.4	(iii) دیگر
-0.6	0.0	0.0	-0.6	0.0	ج۔ اغلاط اور بھول چوک
-0.9	-1.0	-0.8	-2.7	1.8	مجموعی توازن
			16.5	17.6	زرمبادلہ کے ذخائر (31 مارچ)
			90.7	85.9	شرح مبادلہ (روپیہ / ڈالر) (31 مارچ)
ع۔ مجموعی					
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

5.2 جاری کھاتہ

م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران توقع سے کم خرابی کے باوجود جولائی تا مارچ م 12ء کے لیے جاری حسابات کا خسارہ 3.1 ارب ڈالر ریکارڈ کیا گیا، جو گزشتہ سال کی اسی مدت کے 10 ملین ڈالر کے خسارے سے بہت زیادہ تھا۔

تجارتی کھاتہ سب سے زیادہ متاثر ہوا جس کا خسارہ جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران 11.7 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ یہ جولائی تا مارچ م 11ء کے دوران 8.2 ارب ڈالر تھا۔ اس کا بنیادی سبب درآمدات کا تیزی سے بڑھنا تھا، جس کے باعث برآمدات میں معتدل نمو کے اثرات زائل ہو گئے۔

خدمات میں خسارہ جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران گزشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً دو گنا بڑھ کر 2.1 ارب ڈالر ہو گیا، جس کی بنیادی وجہ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقم کی عدم وصولی ہے۔⁷⁴ تاہم حکومت پر امید ہے کہ اس مدت میں م 12ء میں 400 ملین ڈالر وصول ہو جائیں گے۔

اس کے مقابلے میں کارکنوں کی ترسیلات زر میں 21.2 فیصد نمو کے باعث جاری منقلیوں کی اشد ضروری معاونت جاری رہی۔ تیسری سہ ماہی میں مضبوط بحالی سے ظاہر ہوتا ہے کہ م 12ء کے آخر تک ترسیلات زر کی سالانہ آمد 13 ارب ڈالر سے تجاوز کر سکتی ہے (شکل 5.2)۔

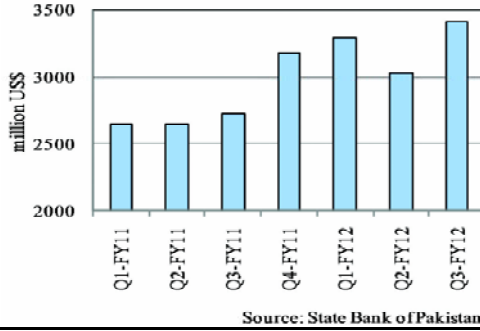
5.3 مالی اور سرمایہ کھاتہ

مالی اور سرمایہ کھاتے میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران ایک ارب ڈالر کی کم فاضل رقم آئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت کے دوران فاضل رقم 1.8 ارب ڈالر تھی۔ اس کمی کی بڑی وجہ خالص بیرونی سرمایہ کاری میں 66 فیصد سال بسال کمی تھی۔

براہ راست بیرونی سرمایہ کاری جولائی تا مارچ م 11ء میں 1.2 ارب ڈالر تھی جو تیزی سے کم ہو کر جولائی تا مارچ م 12ء کے

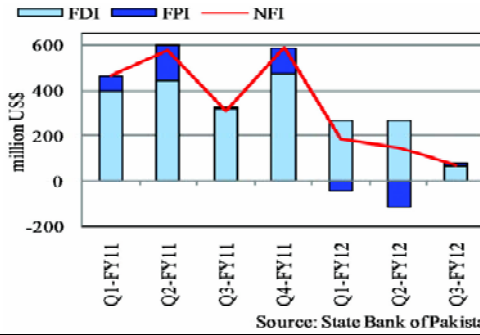
⁷⁴ حکومت کو م 11ء کے دوران سی ایس ایف کے تحت 743 ملین ڈالر وصول ہوئے۔

شکل 5.2: کارکنوں کی سہ ماہی ترسیلات زر



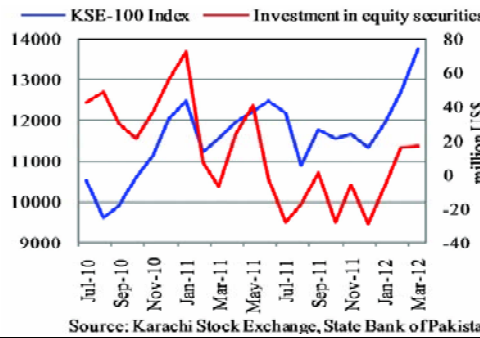
دوران 0.6 ارب ڈالر رہ گئی (شکل 5.3)۔ گزشتہ چند برسوں سے بیرونی سرمایہ کاری میں مسلسل کمی سے مالی کھاتے پر بوجھ پڑ رہا ہے۔ پاکستان میں بیرونی سرمایہ کاری کے راستے میں اندرونی مسائل بڑی رکاوٹ ہیں۔ واضح رہے کہ مالی بحران کے باعث عالمی معیشت کی ست رفتاری کے اثرات سے خطے کی معیشتیں نکل آئی ہیں اور ان میں بیرونی سرمایہ کاری کی آمد بحال ہو گئی ہے (بکس 5.1)۔

شکل 5.3: خالص بیرونی سرمایہ کاری



اس سال ایکویٹی اور حکومتی تمسکات میں بھی بیرونی سرمائے کی آمد کم رہی۔ تاہم کے ایس ای 100 انڈیکس میں تیزی کے حالیہ رجحان سے س 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران کراچی اسٹاک ایکسچینج میں بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہوئی (شکل 5.4)۔

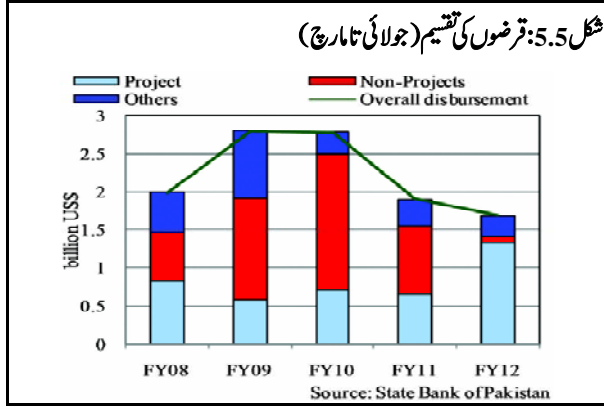
شکل 5.4: ایکویٹی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری



پاکستان کی عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک جیسے عالمی مالی اداروں سے منصوبہ جاتی اور غیر منصوبہ جاتی قرضوں کے حصول کی ایک طویل تاریخ ہے۔⁷⁵ تاہم اس نوع کی قوم کی آمد حالیہ برسوں میں کم ہوئی ہے (شکل 5.5)۔ عالمی مالی ادارے آئی ایم ایف سے لیٹر آف کمفرٹ کے بغیر اس نوع کی امداد فراہم کرنے سے ہچکچاتے ہیں کیونکہ فی الوقت پاکستان آئی ایم ایف کے کسی پروگرام میں شامل نہیں۔⁷⁶

75 منصوبہ جاتی قرضہ مکمل طور پر ایک معین منصوبے کے لیے ہوتا ہے اور یہ دیگر مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ پروگرام قرضہ کو نہ صرف مخصوص منصوبوں بلکہ مجموعی معاشی ترقی کے لیے بھی محدود کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک منصوبہ جاتی قرضہ انفراسٹرکچر بہتر بنانے یا ڈیم کی تعمیر کے لیے دیا جاتا ہے۔ جبکہ پروگرام قرضہ سماجی خدمات، بشمول غربت میں کمی وغیرہ کے لیے دیا جاتا ہے۔

76 آئی ایم ایف عوامان ممالک کو لیٹر آف کمفرٹ جاری کرتا ہے، جو فنڈ کے ساتھ کسی پروگرام میں شریک ہوتے ہیں۔



5.4 زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ

پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر آخر جون 2011ء کے 18.3 ارب ڈالر سے گزر کر مارچ 2012ء کے آخر میں 16.4 ارب ڈالر ہو گئے۔ پورے مالی سال 12ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے ذخائر کم ہوئے، جبکہ اس مدت کے دوران جدولی بینکوں کے ذخائر میں اضافہ ہوا (جدول 5.2)۔

اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں کمی قابل فہم ہے کیونکہ مرکزی بینک جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران بازار مبادلہ میں 828.8 ملین ڈالر کا خالص فروخت کنندہ رہا۔ علاوہ ازیں، اسٹیٹ بینک نے سال کے دوران آئی ایم ایف کو 720 ملین ڈالر (سود اور اصل رقم) واپس کیے۔⁷⁷

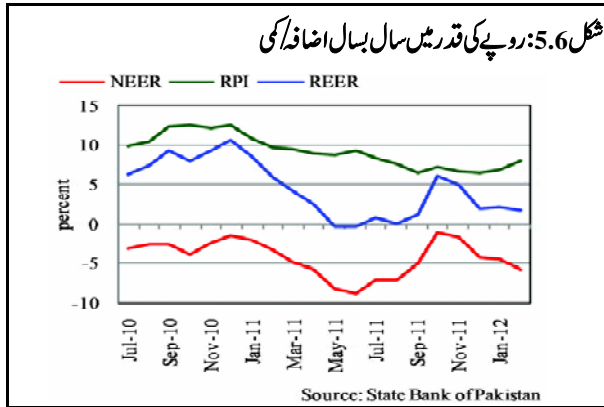
دوسری جانب جدولی بینکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا جس کی بنیادی وجہ تاجروں کی جانب سے ایف ای 25 قرضوں کی ادائیگی تھی کیونکہ پاکستانی روپیہ کی قدر میں کمی کے باعث یہ قرضے مہنگے ہو گئے تھے۔ روپیہ پر دباؤ سے بیرونی کرنسی کے کھاتوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور اس کی رقوم بڑھ گئیں۔⁷⁸

مجموعی طور پر روپیہ کی قدر میں تجارتی شراکت داروں کی کرنسیوں کے مقابلے میں سال بسال 5.7

جدول 5.2: پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کی صورتحال (اختتامی مدت)

ارب ڈالر	م س 11 چھٹی سہ ماہی	م س 12 پہلی سہ ماہی	م س 12 دوسری سہ ماہی	م س 12 تیسری سہ ماہی
اسٹیٹ بینک آف پاکستان	14.8	13.7	12.9	11.8
کمرشل بینک	3.5	3.7	4.0	4.6
مجموعی ذخائر	18.3	17.3	16.9	16.4

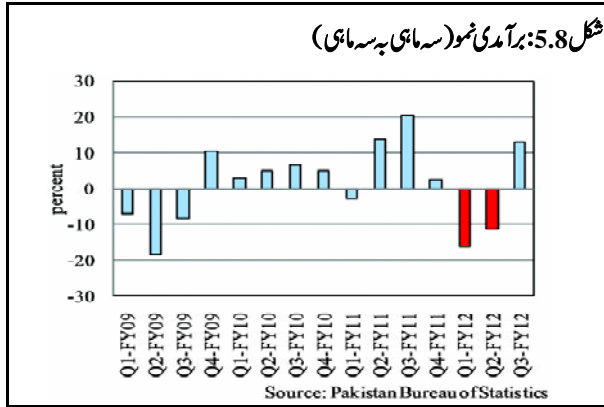
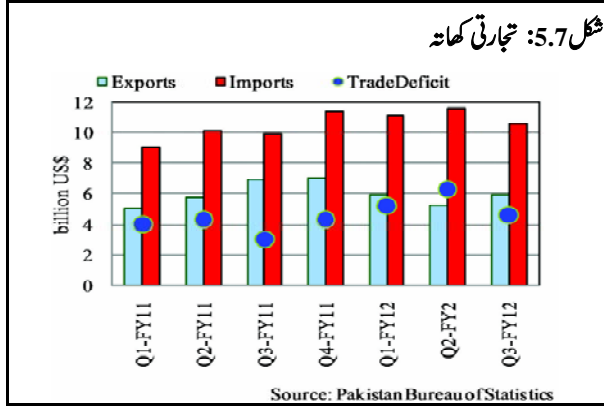
ماخذ: بینک دولت پاکستان



فیصد کمی واقع ہوئی۔ تاہم اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فوائد کے اثرات ملکی گرانے کے دباؤ کی وجہ سے زائل ہو گئے۔ چنانچہ اس مدت کے دوران روپیہ کی قدر میں حقیقی معنوں میں 1.7 فیصد اضافہ ہوا (شکل 5.6)۔

⁷⁷ عالمی مالیاتی اداروں کو ادائیگیاں عموماً بین الاقوامی بینک زرمبادلہ کی منڈی میں نہیں آتی ہیں۔

⁷⁸ ایف ای 25 ڈانٹس میں جولائی تا مارچ م س 12ء کے دوران 752 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 349.5 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔



5.5 تجارتی کھاتہ

پاکستان کے تجارتی خسارے میں جولائی تا مارچ م 12 کے دوران 42.6 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا اور یہ 16.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 11.3 ارب ڈالر تھا۔

تاہم مجموعی اعداد و شمار سے م 12 کی تیسری سہ ماہی میں ہونے والی بہتری کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ تیسری سہ ماہی کے دوران خسارے میں سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیادوں پر 26.6 فیصد کی ہوئی تھی جبکہ اس سے قبل مسلسل تین سہ ماہیوں کے دوران اس میں اضافہ ہو رہا تھا (شکل 5.7)۔ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ مالی سال 12ء کی آخری سہ ماہی میں یہ رجحان جاری رہتا ہے یا نہیں۔

برآمدات

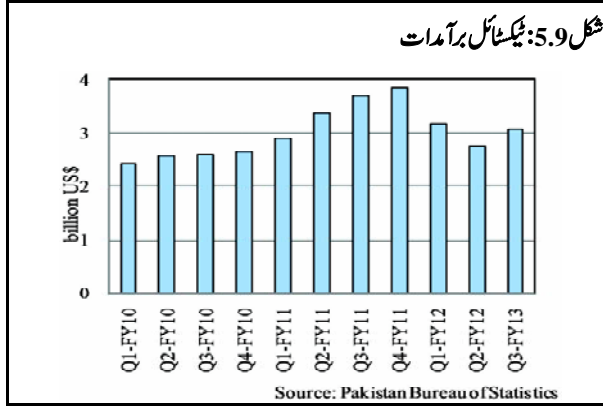
مجموعی طور پر برآمدات میں جولائی تا مارچ م 12 کے دوران 3.2 فیصد کی واقع ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کی اسی مدت میں 26.1 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ کمی ٹیکسٹائل کے شعبے میں ہوئی اور اس کے بعد خوراک اور پیٹرولیم کے گروپوں کا نمبر آتا ہے۔

تاہم، م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں 13.0 فیصد کا اضافہ ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے (شکل 5.8)۔ اگر اسے ملک میں توانائی کی مسلسل قلت، عالمی طلب کی سست رفتار بحالی اور ملک کی داخلی سلامتی سے متعلق خدشات کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ صورتحال خاصی خوش آئند ہے۔

اس بحالی کا ایک حصہ وقتی ہے اور اسے مقدار میں اضافے سے تقویت ملی ہے۔ نیز یہ تبدیلی ٹیکسٹائل اور غیر ٹیکسٹائل دونوں زمروں میں دیکھی گئی ہے۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل کی برآمدات میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران سال بسال بنیادوں پر 9.5 فیصد کی واقع ہوئی۔ اس کے برعکس گذشتہ برس کی اسی



مدت کے دوران 31.5 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ مقدار میں کمی ہے، جبکہ اکائی مالیت کے مثبت اثرات مرتب ہوئے (شکل 5.9)۔

مجموعی لحاظ سے ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی میں پست اضافہ قدر (یعنی سوئی دھاگہ، خام کپاس، سوئی کپڑا، اور سینٹھنیک ٹیکسٹائل) اور بلند اضافہ قدر (یعنی اونی ملبوسات، بستر کی چادریں وغیرہ، تولیہ اور تیار شدہ ملبوسات) دونوں زمروں نے کردار ادا کیا۔ پست اضافہ قدر کی ٹیکسٹائل کے ضمن میں قیمت کے اثر نے نمایاں کردار ادا کیا جبکہ بلند اضافہ قدر کی ٹیکسٹائل کے ضمن میں مقدار کا منفی اثر ٹیکسٹائل برآمدات میں کمی کا باعث بنا (دیکھئے جدول 5.3)۔

مزید برآں، مختلف ممالک کی ٹیکسٹائل برآمدات کے تجزیے (مقدار پر مبنی) سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی یونین کی منڈی میں پاکستانی ملبوسات کی برآمدات کی کارکردگی اپنے مسابقت کاروں کے مقابلے میں بہتر رہی ہے (ضمیمہ 1)۔

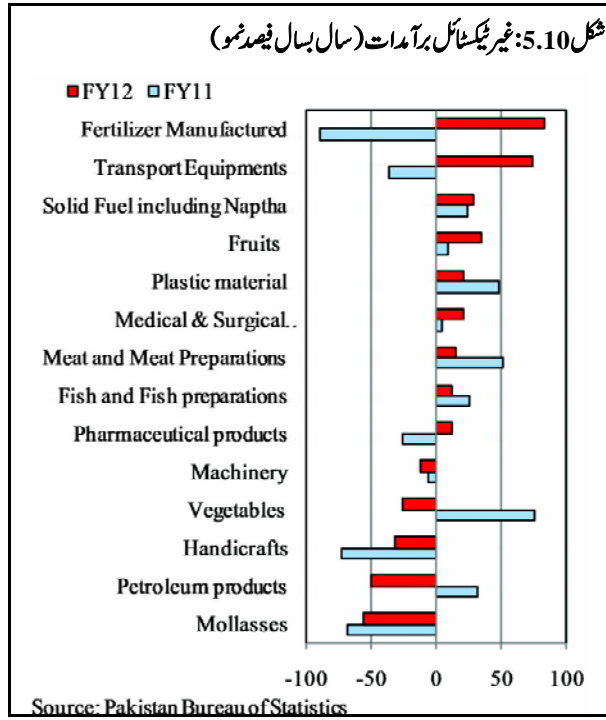
جدول 5.3: اہم ٹیکسٹائل برآمدات قیمت اور حجم کا اثر (سال بسال) (جولائی مارچ مہ 12) - ملین ڈالر			
قیمت	مقدار	کامل تبدیلی	
		-939.1	ٹیکسٹائل گروپ
			جس میں
-103.7	189.0	85.4	خام کپاس
-308.3	-115.9	-424.3	سوئی دھاگہ
0.3	-0.4	-85.1	سوئی کپڑا
216.8	-415.1	-198.3	اونی ملبوسات
117.3	-309.2	-191.9	بستر کی چادریں اور نیکے غلاف
59.9	-99.6	-39.7	تولیہ
270.8	-305.6	-34.8	تیار ملبوسات
81.2	-101.5	-20.3	آرٹ سلک اور سینٹھنیک ٹیکسٹائل
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات			

اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ پاکستان عموماً پست اضافہ قدر کی حامل اشیاء برآمد کرتا ہے، جو آمدنی میں تبدیلیوں کا زیادہ اثر قبول نہیں کرتیں، یعنی طلب بری طرح متاثر نہیں ہوتی، خواہ ملک (جہاں برآمدات جاتی ہیں) معاشی مشکلات کا شکار ہو۔

غیر ٹیکسٹائل

غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں جولائی تا مارچ مہ 12ء کے دوران 4.8 فیصد نمو ہوئی اور گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران اس میں 19.6 فیصد نمو ہوئی تھی جبکہ دیگر اشیاء سازوں کی برآمدات 20.9 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی، پیٹرو لیئم گروپوں کی برآمدات میں بالترتیب 20.3 فیصد کمی ہوئی جس کی بنیادی وجہ ان کی مقدار میں کمی ہے (شکل 5.10)۔

مہ 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران استحکام ظاہر کرنے کے باوجود چاول کی برآمدات میں جولائی تا مارچ مہ 12ء کے دوران 5.0 فیصد کمی



واقع ہوئی۔ اس کے مقابلے میں جولائی تا مارچ م س 11ء میں یہ کمی 2.2 فیصد تھی۔ اکائی قدر میں اضافے کے باوجود باسستی اور غیر باسستی چاول، دونوں کی کم مقدار اس کمی کا محرک بنی (جدول 5.4)۔ رائس ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کے مطابق باسستی چاول کی برآمدات میں کمی اس لیے واقع ہوئی کہ ایران (جو م س 11ء میں پاکستان کے لیے چاول کی تیسری سب سے بڑی منڈی تھی) نے خاصی کم قیمتوں کے سبب بھارت سے درآمد کا فیصلہ کیا۔

آنے والے مہینوں میں پاکستان کے غیر باسستی چاول کی برآمدات میں ویت نام (جو دنیا کے سب سے بڑے برآمد کنندگان میں سے ایک ہے) میں متوقع عمدہ فصل کی وجہ سے کمی واقع ہو سکتی ہے۔ دوسری جانب بھارتی چاول کے ذخائر ختم ہونے سے باسستی چاول کی برآمدات میں بہتری آسکتی ہے۔

جدول 5.4: غیر ٹیکسٹائل برآمدات (جولائی تا مارچ م س 12)

(ملین ڈالر)

قیمت کا اثر	مقدار کا اثر	قیمت کا اثر
152.2	-231.8	چاول
63.6	-345.9	پتھر و لیم مصنوعات
-0.3	-467.8	چمڑے کے ملبوسات
-15.7	-10.2	سینٹ
22.0	-9.5	ادویات
14.5	-21.9	دستانے
69.0	-6.9	پھل
-3.8	40.9	چمڑے کے دستانے
33.3	30.2	پلاسٹک میٹیریل
129.0	-30.6	ٹھوس ایندھن

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

دیگر ایشیا سازوں میں کھیلوں کے ملبوسات میں عمدہ معیار کی مصنوعات متعارف کرائے جانے کے بعد کھیلوں کے سامان کی برآمد میں اضافہ ہوا۔ آلات طب اور جراحی میں بھی اس شعبے میں کم برآمدی قیمتوں کے باعث اضافہ ہوا جس سے اس کی برآمدی آمدنی 30 سے 40 ملین ڈالر تک بڑھ گئی۔ اس سے قبل آلات طب و جراحی کی اکائی مالیت پاکستانی برآمد کنندگان کے مابین سخت مسابقت کے باعث کم رہی تھی۔ تاہم، میڈیکل اینڈ

سرجیکل ایسوسی ایشن آف پاکستان کی کوششوں کے نتیجے میں کم سے کم برآمدی قیمت کے نفاذ کے باعث برآمد کنندگان عالمی منڈی میں اپنی مصنوعات زیادہ قیمتوں پر فروخت کرنے کے قابل ہو سکے۔ چنانچہ، ان کا معیار اور مارکیٹنگ سے متعلق حکمت عملی بھی بہتر ہوئی ہے۔

جدول 5.5: درآمدی کارکردگی (م 12ء)						
سال ہلال نمونہ (فیصد)			نمونہ حصہ (فیصد)			
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	
7.2	-11.6	2.1	4.0	-12.0	7.0	غذائی اشیاء
-12.9	23.0	8.3	-8.5	20.0	15.0	مشینری
5.2	-5.4	2.5	1.2	-2.1	1.7	ٹرانسپورٹ
62.6	22.5	33.3	70.6	46.7	127.1	پیٹرولیم
-0.9	-1.3	-38.3	-0.3	-0.5	-51.5	ٹیکسٹائل
24.0	39.6	-4.2	17.3	36.5	-10.1	زریعی اور کیمیکل
6.3	12.6	1.1	1.9	5.2	1.1	دھاتیں
-9.7	-3.2	-9.5	-0.9	-0.5	-3.5	متفرق
23.1	14.8	7.0	100	100	100	کل

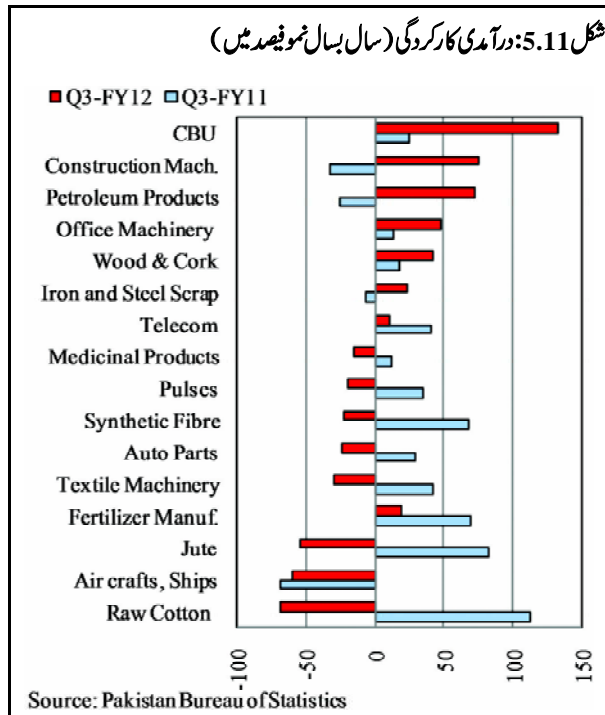
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

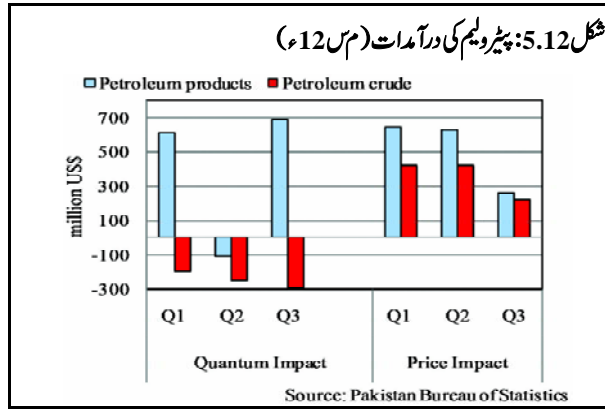
پاکستان نے بھارت کو سیمنٹ کی برآمد شروع کر دی ہے اور توقع ہے کہ آنے والے مہینوں میں اکائی مالیت اور مقدار میں اضافہ ہوگا۔ پاکستان کو بھارتی منڈی میں قیمت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ بھارت میں پہنچنے والے سیمنٹ کی لاگت 30 سے 40 روپے فی یوری ہے، جو پاکستان سے زیادہ ہے لیکن خوردہ قیمتیں اب بھی بھارت سے کم ہیں۔

دوسری جانب پیٹرولیم مصنوعات کی برآمد میں کمی واقع ہوئی کیونکہ مقامی ریفا سٹریوٹس نے عالمی منڈی میں تیل کی بلند قیمتوں اور گردش قرضے کے مستقل مسئلے کی وجہ سے خام تیل کم مقدار درآمد کیا تھا۔

درآمدات

مجموعی طور پر درآمدات میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران 14.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ جولائی تا مارچ م 11ء کے دوران یہ نمو 15.6 فیصد تھی۔ سہ ماہی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات کی نمو میں 7 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ گزشتہ سہ ماہیوں میں یہ کمی بالترتیب 14.8 اور 23.1 فیصد تھی (جدول 5.5)۔ ماسوائے پیٹرولیم کے، درآمدات میں نمو گزشتہ سال کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رہی اور م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران منفی ہو گئی۔ م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات میں کمی کا ایک اہم سبب خام تیل، شکر، پام اور سویا بین تیل، خام کپاس، مصنوعی ریشہ اور لوہے و فولاد کی درآمدی مقدار میں کمی تھی۔ دوسری جانب، تقریباً تمام درآمدات کے لیے قیمت کا اثر زیادہ اور مثبت رہا۔





ضروری نہیں ہے کہ درآمدی مقدار میں اس کی سے ملکی طلب میں کمی کی عکاسی ہوتی ہو۔ مثال کے طور پر کپاس اور گنے کی بہتر فصل ان کی درآمدات میں کمی کا باعث بنی جبکہ جہاز شکنی کی صنعت میں کچھ بحالی سے لوہے اور فولاد کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ اسی طرح پام اور سویا بین تیل کی درآمد میں کمی ان کے ملکی ذخائر کی بلند سطح کے سبب تھی۔ خام تیل کے ضمن میں ذخائر اور گردش قرضوں کے مسئلے نے ریفاہیوں کو کم خام تیل درآمد کرنے کی ترغیب دی۔

جدول 5.6: موٹر گاڑیاں (جولائی مارچ)			
ملین ڈالر			
12 م	11 م	10 م	
1,161.6	958.1	844.4	موٹر گاڑیاں
جس میں			
599.4	446.0	378.4	موٹر کاریں
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات			

غذائی اشیاء کی درآمدات میں م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 1.7 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران ہونے والی 60.6 فیصد نمو سے بہت کم تھی۔ اس کی ایک وجہ ملکی شکر کی وافر مقدار میں دستیابی تھی، جس نے اس سال شکر کی درآمد کے امکانات ختم کر دیے۔ گذشتہ سال شکر کی خاصی درآمدات کے باعث خوراک کا درآمدی بل زیادہ ہو گیا تھا۔

خام کپاس کی درآمدات میں م 12ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اچھی ملکی فصل کی وجہ سے سال بسال کی واقع ہوئی (شکل 5.11)۔

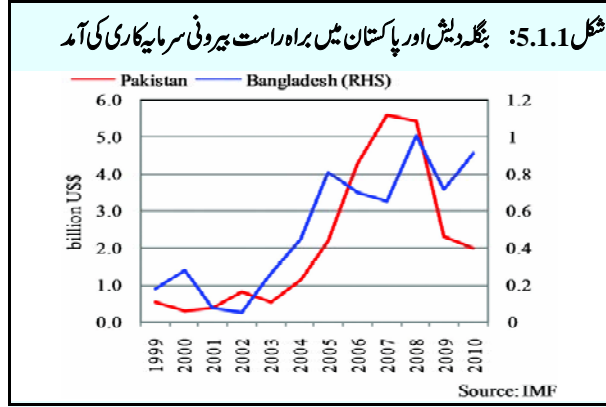
عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے پیٹرولیم کی درآمدات میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران حسب توقع 37.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ اضافہ 10.1 فیصد تھا۔ م 12ء کی صرف تیسری سہ ماہی میں درآمدات میں 72.8 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ حجم اور کائی مالیتوں میں اضافے کی وجہ سے ہوا تھا۔ دوسری جانب خام تیل کی درآمدات میں اضافہ مکمل طور پر قیمت کے اثر کی وجہ سے تھا کیونکہ اس کے حجم میں کمی واقع ہوئی تھی (شکل 5.12)۔

مکمل ساختہ یونٹس (سی بی یوز) (کاریں)؛ تعمیراتی مشینری، دفاتر میں استعمال ہونے والی مشینری اور ٹیلی مواصلات کی درآمدات میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران اضافہ ہوا، خصوصاً کاروں کی درآمدات میں جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران تقریباً 200 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ اضافہ 113.7 ملین ڈالر تھا (جدول 5.6)۔ اسے کاروں کی درآمد میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جو موٹر گاڑیوں کی درآمدات میں 75 فیصد اضافے کا سبب ہے۔ مارکیٹ ذرائع کے مطابق پاکستان نے جولائی تا مارچ م 12ء کے دوران استعمال شدہ کاروں کے تقریباً 34,500 یونٹ درآمد کیے۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 6000 یونٹ درآمد کیے گئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ استعمال شدہ کاروں کی عمر کی حد کو تین سال سے بڑھا کر پانچ سال کرنا ہے۔

بکس 5.1: پاکستان کی جاں بلب براہ راست بیرونی سرمایہ کاری۔ ہم سے کہاں غلطی ہوئی؟

آئی ایم ایف کی جانب سے کیے گئے حالیہ عالمی اقتصادی جائزے کے مطابق ترقی پذیر ممالک کو براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی رقم، جو 2009ء میں 280 ارب ڈالر تھی، ان میں بحالی کا امکان ہے اور یہ 2011ء میں بڑھ کر 364 ارب ڈالر تک پہنچ سکتی ہیں۔ یہ جنوبی ایشیا کی متعدد معیشتوں، بالخصوص بنگلہ دیش کے بارے میں درست ہے جس کی معیشت اور پاکستان میں کئی مشترک خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں پاکستان میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے (شکل 5.1.2)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملکی عوامل، مثلاً توانائی کا بحران، مجموعی معاشی عدم استحکام اور امن و امان کی صورتحال پاکستان میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ ورلڈ ایکٹو فورم کی



عالمی مسابقت سے متعلق رپورٹ 2011-12ء کے مطابق پاکستان مسابقت کے لحاظ سے اپنے مد مقابل ممالک سے پیچھے ہے۔ پاکستان کے معاشی حالات (جس میں مالیاتی نظم و نسق، گرانی، شرح سود کا تقاضا اور ملک کی کریڈٹ ریٹنگ شامل ہیں) بدترین ہیں اور 142 ممالک میں یہ 138 ویں نمبر پر ہے اور بنگلہ دیش 75 ویں نمبر پر۔ اسی طرح پاکستان میں کاروبار کو ہشت گردی سے بھاری نقصان پہنچا ہے (صومالیہ کے بعد دنیا بھر میں بدترین)۔ مجموعی درجہ بندی میں بنگلہ دیش کا نمبر 108 واں اور پاکستان کا 118 واں ہے۔⁷⁹

جدول 5.1.1: گزشتہ 15 برسوں کے دوران شعبہ دار اور ذریعہ دار بلا واسطہ بیرونی سرمایہ کاری

فیصد حصہ					
شعبہ دار براہ راست بیرونی سرمایہ کاری		بیرونی سرمایہ کاری کے ذرائع			
بنگلہ دیش	پاکستان	بنگلہ دیش	پاکستان		
28.8	27.6	27.0	21.4	ٹیلی مواصلات	
24.8	24.6	24.2	11.2	پٹرولیم، بجلی، تیل اور گیس	
7.0	18.5	6.2	15.9	مالی کاروبار	
10.5	1.4	4.3	2.2	ٹیکسٹائل	
2.6	1.1	6.7	5.6	سینٹ	
26.3	26.8	31.6	43.7	دیگر	
ماخذ: پورڈ آف انوسٹمنٹ، بنگلہ دیش، بینک دولت پاکستان					

⁷⁹ عالمی مسابقت سے متعلق رپورٹ 2007-08ء میں پاکستان کو 92 واں درجہ دیا گیا تھا، جبکہ بنگلہ دیش 107 ویں پوزیشن پر تھا۔

فہرست اصطلاحات (انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے)

arbitrage	بطراج
balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
broad money	زرویج
commodity finance	اجناسی مالکاری
consumer durables	پائیدار صارفی اشیاء
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
core inflation	توزی گرائی
credit	قرضہ
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
current transfers	جاری منتقلیاں
direct tax	بلا واسطہ ٹیکس
domestic debt	ملکی قرضہ
financial account	مالی کھاتہ
floating debt	رواں قرضہ
food inflation	غذائی گرائی
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
liquidity	سیالیت
monetary aggregates	زری مجموعے
monetization	تسلیم
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرح مبادلہ
Net Domestic Assets (NDA)	خالص ملکی اثاثے
one-off factors	یکبارگی عوامل
supply chain	رسدی زنجیر

فہرست اصطلاحات (اردو حروف تہجی کے لحاظ سے)

balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
commodity finance	اجناسی مالکاری
Foreign Direct Investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
arbitrage	بطراج
direct tax	بلا واسطہ ٹیکس
consumer durables	پائیدار صارفی اشیاء
monetization	تسلک
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
current transfers	جاری منتقلیاں
supply chain	رسدی زنجیر
Net Domestic Assets (NDA)	خالص ملکی اثاثے
floating debt	رواں قرضہ
monetary aggregates	زری مجموعے
broad money	زروی وسیع
liquidity	سیالیت
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
food inflation	غذائی گرانی
credit	قرضہ
core inflation	قوزی گرانی
financial account	مالی کھاتہ
domestic debt	ملکی قرضہ
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرح مبادلہ
one-off factors	یکبارگی عوامل

